L10198

قرآنی دنیا

۲۹۷ ، ۱۲۰۷
ق د ا
تفسیر
اردو ۱۹۷

م ۲۹۷۵۱۲۰
ق ر ۱

ماہوار قرآنی دنیا

مدیر:- ابو محمد مصلح

جلد ۳ | فہرست مضامین محرم الحرام ۱۳۶۵ھ | شمارہ ۱

بچوں کے صفحات

اردو ادب اور قرآن

ایمان والوں کا ذکر قرآن میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَلٰي هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ پ ۱ س ۲ ع ۱

ترجمہ

اس کتاب میں کچھ شک نہیں۔ متقیوں کی رہنما ہے۔ جو غیب پر یقین رکھتے ہیں۔ نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ اللہ کا دیا اوس کے بتائے ہوئے طریقوں پر خرچ کرتے ہیں اور جو قرآن اے محمدؐ آپ پر نازل کیا گیا اوس پر اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئیں اون پر بھی ایمان لائے۔ اور جو آخرت کو یقینی جانتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ٹھیک راہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح یافتہ ہیں

فائدہ

قرآن بلاشبہ وہی ہے جو اپنے متعلق وہ کہتا ہے لیکن اوس سے متقی وہی حاصل کر سکتا ہے جو اوس کے اوامر پہ چلے اور نواہی سے باز رہے یہ طے کرنے کے بعد ان مبادیات پر ایمان لائے جو شریعت میں بیان ہوئے

درد کا درمان

کچھ کہہ رہا ہوں تجھ سے میں قرآن لیے ہوئے
اے قوم تیرے درد کا درمان لیے ہوئے

قرآنِ پاک ہاتھ میں کیا اپنے آیا ہے
ہوں ساری کائنات کا ساماں لیے ہوئے

روح الامین دوسری دنیا سے آئے ہیں
ساری بہار سارا گلستان لیے ہوئے

اندھیر اب زمانے کا دیکھا نہ جائیگا
آجاؤ اپنا نیرِ رخِ تابان لیے ہوئے

جو چیز عام ہونیکی سارے جہاں میں تھی
بیٹھے ہیں اوسکو گھر میں مسلمان لیے ہوئے

احسان جنکو کرنا تھا سارے جہان پر
غیروں کا اپنے سر پہ ہیں احسان لیے ہوئے

وہ اور غیروں کے محکوم حیف ہے
جو ہوں خدائے پاک کا فرمان لیے ہوئے

کن چیزوں کو ہے ترک کیا اس نے دیکھنا
کن چیزوں کو ہے بیٹھا یہ انسان لیے ہوئے

مصلح نفاذ ہونا تھا قرآنِ پاک کا
دنیا سے جاؤں گا یہی ارمان لیے ہوئے

قرآنی دنیا

"قرآنی دنیا" کے اجراء کی غرض اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ کی تفسیر ہے۔ اس سلسلے میں کام کرنے کے اس قدر ہیں کہ صد عمرِ نوحؑ بھی کافی نہیں۔ اور وقت ہے کہ برف کی سل کی طرح کم ہوتا جا رہا ہے اور جو کچھ کرنے کی تڑپ ہے اوس میں سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ حالانکہ دوسروں کی نگاہ میں اتنا کچھ ہو رہا ہے کہ لائق ستائش ہے

قرآنی دنیا کا یہ نشاۃ ثانیہ ہے، گوناگوں حوادث کا اثر ہونا یقینی تھا اب ان میں سے ایک ایک کا بیان وقت کا نقصان کرنا ہے۔ اور ہمارے پاس وقت کے سوا اور کیا ہے پس اگر وقت کو بھی رائگاں نہ جانے دیا جائے تو پلے کیا رہ جاتا ہے اس لئے یہی بہتر ہے کہ خوشی کے ساتھ پھر کام میں لگ جائیں۔

کوشش کی گئی ہے کہ نقشِ ثانی نقشِ اول سے بہتر ہو اور ایک حد تک اس میں کامیابی کی جھلک نظر آئے گی۔ جس پر ہمیں اور آپ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

کہا جاتا ہے کہ حادثۂ عالمگیر جنگ ختم ہوا۔ غلط ہے اس لئے کہ خالق سے مخلوق کی بغاوت ختم نہیں ہوئی اور یہ سب سے بڑی عالمگیر جنگ ہے اور اس وقت تک کسی جنگ کا بھی ختم ہونا ممکن نہیں جبتک خالق و مخلوق کی جنگ ختم نہ ہو جائے۔

خالق و مخلوق کی جنگ کا ختم ہونا اس کو سمجھنا چاہئے کہ ہر چیز خالق کی یہاں تک کہ خود انسان بھی خدا کا اور ان کا مصرف بھی مالک حقیقی کے بتلائے ہوئے طریقے پر ہو۔ اور اب اگر جنگ ہو بھی تو اس لئے کہ اس کا قاعدہ و قانون میں فرق نہ آنے پائے۔ ظاہر ہے کہ قرآن حکیم کے سوا اور دوسری کوئی چیز اس کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔

اٹیم بم کی ایجاد اور اس کے استعمال نے دنیا میں تہلکہ برپا کر دیا ہے۔ سائنس کی جملہ ایجادات پر اس شیطانی ایجاد نے فتح پائی ہے۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ یہ علاج بالمثل اس قسم کی ایجادات کا دور و تسلسل قائم نہ کر دے گا۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ ٭

ہمارے خیال میں جس طرح مخلوق خالق سے جنگ کر کے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اٹیم بم کا بھی ایک ہی جواب ہے اور وہ قرآن ہے۔ یہ اس لئے کہ جس طرح اٹیم بم انسان کشی کا سب سے بڑا حربہ ہے اوسی طرح قرآن انسانی خون کے بہانے کا سخت مخالف ہے۔ وہ تو انسانی جانوں کو خدا کی کہہ چکا اب دوسروں کے لئے وہ ہو بھی کہاں سکتی ہے۔

حکیم آئن سٹائن کا خیال ہے کہ "تہذیب و تمدن اور بنی نوع انسان کی نجات کے لئے اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی کہ تحفظ اور قانون کی اساس پر ایک عالمی حکومت کو وجود میں لایا جائے۔

قرآن حکیم نے ایک عالمی حکومت کا ہی نظام پیش کیا ہے لیکن اسکے لئے تحفظ اور قانون کی اساس اصولاً آسمانی دستور ہوگا نہ کہ انسانوں کی پریشان خیالیاں۔ اور عالمی حکومت اسا لتا نہیں بلکہ دنیا تبار اس آئیگی جسکو حکومت الہیہ کے نام سے یاد کرنا چاہئے۔

حکیم آئین اسٹائن کا خیال ہے کہ جب تک سلطنتیں علیحدہ موجود رہیں گی اور اسلحہ تیار کرتی رہیں گی اور جب تک خفیہ ہتھیاروں کے راز باقی رہیں گے۔ دنیا کو آئندہ جنگ سے نجات حاصل نہ ہوگی۔

اس کے لئے قرآن نے ہمیں ایمان کی قید لگائی ہے۔ ایمان ہی ہے جو اعلانیہ اور خفیہ ہر قسم کے جرائم اور بدامنیوں کے اقدام اور خیال سے انسان کو روکتا ہے۔ یہ صحیح نہیں کہ صرف عالمی حکومت کے قیام کی وجہ سے یہ مصیبتیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ جب تک انسانوں کے ایمان و عواطف سب کچھ خدا کے لئے نہیں ہو جائیں گے کچھ بھی نہ ہوگا۔

پچھلے دنوں ڈاکٹر ٹسڈل کا ماخذ القرآن ایک طبقہ میں معرض بحث بنا ہوا تھا۔ دنیا میں بعض عقائد اور مسئلوں نے بحث و مباحثہ پر ورش پائی ہے۔ اگر ان کو اپنی جگہ پر بیٹھنے دیا دیا جاتا تو جہاں سے یہ اٹھے تھے وہیں بیٹھ جاتے۔ مگر عادت انسانی یوں ہی واقع ہوئی ہے

وہ زیادہ تر جھگڑوں ہی کو پسند کرتا ہے خواہ زبان سے اس کا اقرار نہ ہو۔

ہمارا خیال ہے کہ دنیا میں اختلافی مسائل کا تصفیہ نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ کسی مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا اور وہ پھر ہمیشہ کے لئے اختلافی بن گیا۔ بسا اوقات پھر اس کا فیصلہ تلوار اور حکومتیں بھی نہیں کر سکتیں تو ہمارا قلمی جہاد کیا وقعت رکھتا ہے۔

ہم ایک دفعہ ہی اپنا مسلک ظاہر کر دینا چاہتے ہیں تاکہ اس باب میں ہم سے رجوع کرنے والے اور اس امر کی توقع رکھنے والے جان لیں تاکہ اختلافی مسائل میں یا بحث ومباحثہ کی چیز میں ہمارا وہی خیال ہے جو اوپر بیان ہوا۔ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن مجید کا علم وعمل عام کرنا اصل کام ہے اور جب اصل کام اور اس کی فکر نہ ہو تو اس طرح کی باتیں رونما ہوتی جاتی ہیں اور اس کے لئے وقت نہیں ہونا چاہیے

ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید میں کیا ہو رہا ہے۔ جامعۃ قرآنیہ حیات نگر کے انتظامات میں کیا ترقی ہوئی۔ اس کے متعلق اتنا کہنے پر اکتفاء کرنا مناسب ہے۔ کہ ہم فکر سے خالی نہیں ہیں۔ اور خدا کی ذات سے بہتری کی امید ہے۔ ع

کارساز ما بفکر کار ما

ابو محمد امام الدین رام نگری

ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید

حیدرآباد دکن

۱۔ تحریک قرآن مجید کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کی بامعنی تعلیم عام کی جائے۔ بالخصوص مسلمان بچے اور بچیوں کو شروع سے عامل قرآن بنانے کے لئے عملاً انتظام کیا جائے۔

۲۔ ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید عرصہ بیس سال سے قائم ہے۔

۳۔ اس ادارہ نے اب تک تقریباً پانچ لاکھ قرآنی لٹریچر شائع کئے ہیں

۴۔ اس ادارہ کے کاموں کے اثرات اور اس کی شہرت ممالک محروسہ سرکار عالی کے علاوہ ہند و بیرون ہند تک ہے۔

۵۔ اس ادارہ کے شائع کردہ قرآنی لٹریچر سے یہ فائدے بھی ہوئے کہ قرآنی فضا پیدا ہوئی۔ قرآن مجید کی بامعنی تعلیم عام ہونے کی راہ میں جو رکاوٹیں تھیں بہت کچھ دور ہوئیں۔ اور مختلف مقامات پر قرآن مجید کے کام ہونے لگے۔

۶۔ ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید کی طرف سے قرآن مجید معہ [illegible] کے نام سے ایک ایسا قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہوا جو اپنی نوعیت

کی پہلی چیز ہے۔ اس کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ قرآنی عربی بھی آجاتی ہے۔ پہلے ناصیہ پر ہر رکوع کے الفاظ۔ تلفظ اور بالمقابل معنی کے علاوہ مسائل اور مطلب کا خلاصہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔ اس ترجمہ کے ذریعہ سے نئی نسل قرآن مجید سے وابستہ ہو رہی ہے جو بجائے خود ایک عظیم انسان اصلاح ہے اور اسلام کے روشن مستقبل کا پیش خیمہ ہے۔

یہ عام طور پر تسلیم ہے کہ قرن اول میں جو برکتیں نازل ہوئیں۔ اوس کا سبب قرآنی علم و عمل تھا اور اب جو مسلمانوں پر ادبار آیا ہے اوس کا واحد سبب قرآن کے فیضان سے مہجوری و محرومی کے سوا کچھ نہیں۔ اس لئے اب اس بات کا فیصلہ کرنا آسان ہے کہ ہمارے بچے اور بچیاں آج اگر قرآنی نہیں بنے تو کل کو اس سے بدتر حالت ہوگی (اللہم احفظنا) اس لئے عقلمندی اور پیش بینی یہ ہے کہ اس کا سد باب آج کیا جائے۔ یعنی نئی نسل کو بامعنیٰ قرآن مجید کی تعلیم دی جائے۔ جو اون کو عمل سے قریب کردے۔ الحمد اللہ یا خدائے قدوس نے اس اہمیت کے احساس کی توفیق سب سے پہلے اس ادارہ کو بخشی۔ اور اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ نئی نسل کو مستقبل کی درستگی کے لئے حاملِ قرآن بنانے سے اہم مفید اور ضروری کوئی دوسرا کام ہے۔

۷:- ادارہ کی شائع کردہ قرآنی موضوع پر کتابیں عام پسند ہیں بالخصوص قرآن مجید مع بچوں کی تفسیر اور اوس کے الگ الگ پارے بچوں کی تفسیر کے نام سے جو شائع ہوئے ہیں۔ وہ نہایت ہی مقبول عام ہوئے ان کی اشاعت بکثرت ہوئی اور ہو رہی ہے۔ یہ کتابیں عام طور پر گھروں

میں پہنچ رہے ہیں - اور سرکاری و غیر سرکاری تعلیم گاہوں میں ان کا داخلہ ہو رہا ہے - ممالک محروسہ سرکار عالی کے محکمہ تعلیمات نے اپنے یہاں اس کو جاری کر دیا ہے - بچے اور بچیاں اس کو شوق سے پڑھ رہے ہیں -

۸ - مذکورہ بچوں کی تفسیر کے تیسوں پاروں کا ترجمہ تیرہ زبانوں میں ہو چکا ہے - اور ان میں سے چار زبانوں میں چھپ بھی چکا ہے -

۹ - ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید کا کام تین حصوں پر تقسیم ہے (۱) تعلیم (۲) تالیف و تراجم (۳) نشر و اشاعت -

۱۰ - نشر و اشاعت کے سلسلہ میں ایک کرور رکن عام بنانا ، ایک لاکھ مخلصین تیار کرانا اور بین الاقوامی روابط قائم کرنے کے لئے انگریزی زبان میں رسالہ قرآنک ورلڈ جاری ہے اس کے علاوہ " قرآنی دنیا " اور " مومنہ " دو رسالے اردو میں بھی نکلتے ہیں -

(تعلیم) جامعہ قرآنیہ

تعلیم قرآن کے سلسلے میں - جامعۂ قرآنیہ حیات نگر کا قیام عمل میں آیا ہے - جو بلدہ سے دس میل کے مسافت پر ایک پر فضا مقام ہے - یہ سنگ بستہ عمارت اور عالیشان مسجد ایک سو بیس کمروں پر مشتمل ہے اور قطب شاہی دور میں دکن کی یونیورسٹی رہی ہے - ادارہ نے صرف خاص سرکار ... سے حاصل کر کے ضرورت کے مطابق کمرے درست کرائے ہیں جن میں طلبہ قیام کرتے ہیں - جامعہ سے متعلق ساٹھ (۶۰) ایکڑ زمین قابل

زراعت حاصل کی گئی ہے۔ تعلیم اور طعام و قیام مفت ہے۔

۲۔ جامعۂ قرآنیہ کے قیام کا تخیل ایک وسیع قرآنی تعلیم پر مبنی ہے۔ فی الحال تین اہم جماعتوں کا انتظام ہے جس میں عالم۔ گریجوٹ حفاظ۔ آئمہ مساجد ——— اور معلم پیشہ حضرات کو "خادم قرآن" بنایا جاتا ہے۔ اور حسب موقع ابھی وقتاً فوقتاً مزید جماعتوں کا اضافہ اسکیم میں داخل ہے۔ تعلیمی اسٹاف بہت بہتر ہے۔

طلبہ کے انتخاب میں تخصیص نہیں ہے ممالک محروسہ سرکار عالی اور ہند و بیرون ہند کے طلبہ وظائف دے کر بلائے جاتے ہیں اور قرآنی ٹریننگ کے بعد ان کی مقامی زبان کے تراجم تیار کرانا ادارہ سے ان کو دینا مقصود ہے تاکہ یہ پھر اسی مبارک کام میں لگے رہیں۔

۳۔ قرآنی کتب خانہ (قرآن لائبریری) جامعہ میں قرآنی کتب خانہ کی بنیاد بھی ڈالی گئی ہے۔ جس میں کئی سو کتابیں قرآنی موضوع پر موجود ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ طلبہ اور اساتذہ کے مطالبہ میں آسانی ہو۔ اور قرآن پر کام کرنے والوں کے کام آئے۔

تالیف و تراجم

ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید کے لئے ابھی ذاتی عمارت ہے جو کہ حسین ساگر کے پر فضا مقام پر واقع ہے۔ کتابوں کا اسٹاک، سائنٹ کا دفتر۔ پریس اور ادارہ کے دوسرے کام یہیں سے انجام پاتے ہیں۔ اور تالیف و تراجم کا بیشتر کام بھی یہیں سے تکمیل کو پہنچتا ہے۔

کم نہیں۔ مگر ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید حیدرآباد دکن (ہندوستان) کے سوا اس رنگ میں قرآن مجید کی خدمت کہیں بھی انجام نہیں پا رہی ہے

یہ میرا خیال ہے اور میں جہاں تک سمجھتا ہوں میرا یہ خیال صحیح ہے

اس لئے میں دنیائے اسلام کے مسلمانوں سے، ہندوستان کے مسلمانوں سے اور حیدرآباد کے مسلمانوں سے یہ آرزو رکھتا ہوں کہ وہ ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید کے مقاصد کی اہمیت، ضرورت اور افادیت کا خیال کرتے ہوئے اس کے استحکام اور اس کی ترقی کو از حد ضروری سمجھیں۔ رہا میں تو میری زندگی کا سب سے مقصد ہی یہ ہے اور میں جو کچھ کر سکتا ہوں وہ میرا فرض ہے تمنا یہ ہے کہ اللہ بزرگ و برتر توفیق بخشے اور قبول فرمائے چنانچہ ادارہ کے قیام و بقا کے سلسلے میں اپنی ساری عمر کا سرمایہ اسی کام کے لئے وقف ہے۔ اگرچہ اتنے بڑے عظیم الشان کام کے لئے یہ کچھ بھی نہیں لیکن ہمارے پاس جو تھا وہ یہی ہے۔ اگر سرکار رکار نے بھی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کیا تو اتنا پھیلا یا ہوا کام اور یہی قلیل سرمایہ بھی بیج کی مصداق بنکر تناور درخت ثابت ہوگا جس میں پھول بھی ہوں گے پھل بھی آئیں گے ادا جس سے بھی نصیب ہوگا۔

میں نے اب تک جو کچھ کیا ہے، تنہا کیا ہے اور اب یہ امید بیجا نہیں کہ سرکار رکار کے مستقل اضافے سے کام بہت زیادہ ہونا چاہئے۔ میرے سرمایہ کا بڑا حصہ میری تالیف و تصنیف اور پریس کی آمدنی ہے اس لئے کہ میں نے عام چندوں اور سرکاری امداد سے کام کرنے کو اپنی حد تک چند مصلحتوں سے مناسب نہیں سمجھا لیکن اب سرکار رکار کے لئے یہ کسب ذریعہ اختیار کر لئے ہیں

وقف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! یہ وقف نامہ "ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید" کے لئے ہے جس کا مقصد قرآن مقدس کی بامعنی اور عملی تعلیم عام کرنا، بالخصوص نئی نسل کو حامل قرآن بنانا ہے۔ جس کے لئے مندرجۂ ذیل دو بڑے ذریعے اختیار کئے گئے ہیں۔

۱۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید معہ بچوں کی تفسیر کے تراجم کی اشاعت اور ان زبانوں کے معلم و مبلغ تیار کرنا۔

۲۔ "جامعۂ قرآنیہ حیات نگر" میں بالعموم عام انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے عملاً قرآن مجید کی تعلیم کا انتظام کرنا۔

بیس برس سے زائد ہوئے کہ عالمگیر تحریک قرآن مجید کا کام۔ ممالک محروسہ سرکار عالی ہند و بیرون ہند میں ایک خاص نقشہ اور پختہ بنیادوں پر جاری ہے، جس پر عالیشان عمارت تیار کی جاسکتی ہے تعمیر اس کے لئے تقریباً ایک لاکھ روپے کا سرمایہ موجود ہے جس کی تفصیلی

فہرست منسلک ہذا ہے جس کو میں "انسانیت" اور "مسلمانون" کی اس سب سے بڑی مذکورہ بالا خدمت کے لئے وقف کر رہا ہوں۔

غرض یہ ہے کہ سرمایہ محفوظ ہو کر المضاعف ہو۔ کام اپنی انتہاء کو پہونچے، اور یہ مبارک، مفید اور اہم ضروری تحریک ہمارے بعد بھی باقی و جاری رہے

اوقاف ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید

کا متولی اپنی زندگی تک میں رہوں گا۔ لیکن میرے بعد میرے شریک کار جن کے نام درج ذیل ہیں (یا جن کی بعد میں کمی و بیشی ہو) خود بخود "قانوناً" امین قرار پا جائیں گے۔ جو اوقاف و اغراض اوقاف کو انجام دیں گے۔

بارگاہ رب العزت میں التجا ہے کہ اس وقف کو قبول فرمائے برکت دے، شرکائے کار کو صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ اس ناچیز کو ——— "وشاذهم اولی الامر" کا مصداق بنائے۔ عموماً نوع انسانی کو اور بالخصوص مسلمانون کو قرآن حکیم سے نفع بخشے آمین یا رب العالمین ۔

حیدرآباد دکن۔ ۱۶ ارشعبان المعظم ۶۴ھ — ابو محمد مصلح بانی تحریک عالمگیر قرآن مجید

اسمائے شرکائے کار

۱۔ نواب حسن یار جنگ بہادر
۲۔ نواب دوست محمد خان بہادر
۳۔ خان بہادر عبدالکریم باپو خان
۴۔ مولوی مقصود احمد خان گتہ دار
۵۔ مولوی میر اکبر علی خاں بارسٹ الا
۶۔ مولوی عبدالستار صاحب۔ سی۔ ایس
۷۔ مولانا مناظر احسن گیلانی
۸۔ ڈاکٹر رضی الدین صدیقی
۹۔ ڈاکٹر محمود اللہ بارسٹ الا
۱۰۔ ڈاکٹر قاری کلیم اللہ۔
۱۱۔ ڈاکٹر یوسف حسین خان
۱۲۔ ڈاکٹر میر ولی الدین
۱۳۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ
۱۴۔ مولوی عبدالمقیت خان
۱۵۔ مولوی عبدالقدوس ہاشمی
۱۶۔ ابو محمد مصلح

قرآن کی یکتائی و امتیازی شان

ازمولوی محمد عبدالشکور صاحب شاکر عمر گہ علاقہ پائیگاہ جاگیر خورشید جاہی

قرآن کے بے مثل ہونے کا دعویٰ مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ خود قرآن کی طرف سے کیا گیا ہے کہ قرآن بے مثل ہے جس کی صحت ایک مسلمہ حقیقت کی صورت اختیار کر چکی ہے ۔ لیکن آج ایک غیر مسلم تحریر پر نظر پڑی جس میں اس کی فصاحت اور بلاغت اور اس کے اچھی کتاب ہونے کا اعتراف موجود ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ انسانی طاقت سے بعید ہے ۔ معترض کہتا ہے کہ واقعی دنیا میں ایسی چیزیں ہیں جو اپنی ذات میں بے نظیر ہیں اور اس وقت تک کوئی دوسرا انسان ان کی نظیر بنانے میں قادر نہیں ہو سکا لیکن باوجود اس کے ۔ وہ معجزہ یا خدا کی صفت نہیں کہلاتیں ۔ آپ نے ثبوت میں سات عجائبات عالم کو پیش کیا ہے ۔ اور متعدد تصانیف کے نام بھی پیش کئے ہیں کہ یہ چیزیں اپنی نوعیت میں بے مثل ہیں تاہم

آج تک کسی نے انھیں خدا کی بنائی ہوئی اور الہامی نہیں بتایا۔
بتاتا تو جب ہی جب وہ الہامی ہوتیں۔ خدا کی طرف سے نازل ہوتیں۔ پھر لطف ملاحظہ ہو آپ ہی تو ان چیزوں کو انسان کی بنائی ہوئی بتلا رہا ہے اور آپ ہی لکھتا ہے کہ کوئی انسانی دماغ ان کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔ اس سے تو خود یہ ثابت ہے کہ ان کے بنانے کی طاقت انسان میں موجود ہے پھر کوئی اس کا بھی ثبوت ہے کہ ان کے متعلق کبھی یہ دعوی کیا گیا ہے کہ انسان کی بنائی ہوئی نہیں۔ اگر کوئی ایسا دعوی کیا جاتا تو بالیقین ایک نہیں سیکڑوں انسان اس دعوے کے تار و پود کو بکھیر کر رکھ دینے کے لئے تیار ہو جاتے۔ انسان میں مقابلہ اور دعاوے شکنی کی طاقت فطری ہے اس زمانہ میں فضائی رفتار اور مختلف ریکارڈوں کو شکست دینے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ اور یہ شکست ہوتے رہتے ہیں۔ نئی نئی اور عجیب الہیئت مشینیں اور عمارتیں بننے کی خبریں ہم روز سنتے رہتے ہیں۔ مصریوں کی عظمت فلسفہ سے کس کو انکار ہے۔ مگر یونانیوں نے سب کچھ انھیں سے سیکھ کر انھیں کے سامنے محیر العقول نظریں پیش کیں۔ یونانی فلاسفر اٹھے تو دنیا نے دیکھا کہ وہ سب سے بلند شہ نشین پر فائز ہیں لیکن مسلمان اسٹیج پر نمودار ہو تو انھوں نے ان کا تمام فلسفہ اپنا لیا۔ اور ابن رشد، ابن طفیل، بوعلی سینا وغیرہ اس شان سے آگے بڑھے کہ یونانیوں کی شہرت کا آفتاب گہنا نے لگا۔
یہ دور بھی گذر گیا۔ کتاب زمانہ کا ورق الٹا اور اسی نیلگوں آسمان نے دیکھا کہ اب نہ بطلیموس ہے اور نہ ابن رشد انہ ارسطو ہے نہ ابن طفیل نہ فلاطون ہے اور نہ بوعلی سینا۔ اب ہیوم ہیگل۔ کانٹ۔ برکلے،

شو بیہا ز فلک و کمال کے مہرو ماہ بنے ہوئے ہیں۔ ان میں ہم کس کو عدیم المثال اور عدیم النظیر کہہ سکتے ہیں۔ تمدنوں کی خوبی کا بھی یہی عالم رہا۔ کبھی مصریوں کا ستارۂ اقبال چمکا۔ کبھی عرب دنیا کے مراکز تمدن کے مالک رہے اور اب یورپ کا اقتدار کھڑا سب کو للکار رہا ہے

کیسے کہا جا سکتا ہے کہ جو کچھ ایک انسان نے کیا دوسرا نہیں کر سکتا۔ ایڈیسن کی ایجاد پر لوگوں کو کتنا تعجب ہوا تھا۔ دوربین لاسلکی اور ز وٹری مشینوں کی ایجاد پر کیا کچھ حیرت کا اظہار نہ کیا گیا مگر کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ کوئی اور دماغ اس قسم کی قوت ایجاد سے تہی ہے۔ خدائی اور انسانی افعال میں اگر کوئی فرق ہے تو یہی ہے کہ جو کام ایک انسان کر سکتا ہے وہ دوسرا بھی کر سکتا ہے اور اس کے دماغ میں بھی اس کے کرنے کا ملکہ اور عقل میں طاقت ہے۔ مگر خدا کے کسی ایک کام پر بھی انسان قادر نہیں ہو سکتا۔ قادر مطلق اور مالک کل ہستی تو وہی ایک ہستی ہے جو ایک لفظ "کن" سے جو چاہے کر سکتی ہے۔ تہذیب اتنی ترقی کر گئی ہے۔ اور فرزندانِ تہذیب نے طب کو فلک الافلاک تک پہنچانے کے سلسلہ میں انسان کے اندر روح ڈالنے یا اس کو موت کے منہ سے بچانے کے لئے کتنا کچھ زور لگایا مگر کیا وہ اس میں کامیاب ہوا نہیں اور ہرگز نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔

خدائے قدوس نے ارضِ عالم پر بے شمار انواع و اقسام کی مخلوق پیدا کی ہے اور اس کے اندر تاثیرات اور خواص رکھے ہیں جن کی تفصیلات پر دنیا ابدالآباد تک وقوف حاصل کرتی چلی جائے گی مگر پھر بھی تکملہ نہ ہو گا

اور اس کے بارے میں علمِ انسانی کو مکمل نہیں کہا جائے گا۔ قدرتی چیزوں کو توپیدا کرنا ایک طرف ان کے خواص اور تاثیرات ہی کے علم سے اب تک انسان کا ناواقف رہنا اس کے عجز کی ایک زندہ دلیل ہے بیشک انسان محیّر العقول ایجادیں کرسکتا ہے۔ اپنے کارناموں سے دنیا کو حیرت میں ڈال سکتا ہے اور اشیائے قدرت چہرۂ حقایق کو ایک حد تک بے نقاب کرسکتا ہے لیکن سب کچھ کرنے اور کرسکنے کی قوت کے باوجود یہ اس کے امکان میں ہرگز نہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ کی طاقت اور قدرت میں شریک وسہیم ہوسکے۔ حتیٰ کہ ایک انسان کی ساری دنیا مل کر ایک مکھی کا پر بنانے کی بھی قدرت اور قوت نہیں رکھتی۔

مادیات کا عجز

جس طرح مادیات میں کسی فعل سے انسان کا عجز اس کے خدائی فعل ہونے کی دلیل ہے اسی طرح روحانیت میں بھی ایسی چیز جس پر انسان قادر نہ ہوسکے اور قادر ہونا کیا جس کی نظیر پوری دنیا بھی مل کر نہ لاسکے اور ایک متفقہ ومتحدہ سعی وعمل کے باوجود نہ لاسکی۔ ہو اسے خدا کے فعل کے سوا اور کس کا فعل کہا جائے گا۔ قرآن کریم ساڑھے تیرہ سو سال سے اپنی صداقت دنیا کے سامنے پیش کررہا ہے اور دعویٰ کررہا ہے کہ کوئی اس کا ثانی پیدا کر کے دکھادو مگر اس وقت بھری دنیا سے ایک ہستی بھی یہ جرارت نہ کرسکی اس نے نہ صرف ناکامی کا منہ دیکھا بلکہ اس کو اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہی بنی۔

اگر قرآن کریم واقعی انسانی کلام ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اب تک کوئی بھی اس کا مثل پیدا کر سکتا۔ کیا دنیا اچھا دماغ ایک ہی دفعہ پیدا کر سکتی ہے۔ ایک قرن میں نہ سہی ایک صدی میں نہ سہی تیرہ صدیوں میں تو کوئی پیدا ہوتا ۔ افلاطون اور ارسطو اپنے زمانہ کی لاثانی ہستیاں تھیں مگر کیا ان کے بعد ابن رشد اور بو علی سینا پیدا نہیں ہوئے اور ان کے اٹھ جانے پر ہیوم کانٹ اور شوپنہار وغیرہ نے ان سے کچھ کم شہرت پائی یہ تو نہیں کہ قدرت کی قوت تخلیق یا محکورائی معدوم یا کم ہو گئی ۔ اگر قرآن کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کلام مان لیا جائے تو آخر وہی نسل اور وہی زبان اس وقت بھی موجود تھی اور اب تک موجود ہے اور بجنسہ انھیں روایات کی حامل ہے۔ پھر آخر کونسا انقلاب اور ایسا انقلاب پیدا ہو گیا ہے کہ آپ کے بعد عرب نے کوئی ایسا فصیح و بلیغ انسان پیدا ہی نہیں کیا۔ پھر دنیا جانتی ہے کہ آپ امی تھے ایک لفظ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے ۔ عمر کے پورے چالیس برس عرب ہی میں گذارے کیا وجہ ہے کہ ان چالیس سال کے اندر نہ کسی نے آپ کی زبان سے کوئی شعر سنا اور نہ آپ کی کوئی فصاحت و بلاغت دیکھی نہ اس مدت کی پوری زندگی میں آپ کی کوئی چالاکی مشاہدہ میں آئی نہ کسی نے آپ کو جھوٹ بولتے اور بری راہ جاتے دیکھا۔ پھر یکایک یہ انقلاب کیوں پیدا ہو گیا۔ کیا دولت کی حرص تھی ۔ کیا بادشاہت کی آرزو تھی ۔ اگر تھی تو یہ سب چیزیں ان کو پیش کی گئیں تو پورے خلوص کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں ۔ دولت ماہرو لڑکیاں

اور بادشاہت عرب نے سب کچھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔
مگر آپ نے انکار کر دیا اور سختی سے ساتھ انکار کر دیا۔ آخر اپنی
کتاب کو نعوذ باللہ خدا کی کتاب بنا کر پیش کرنے میں کوئی غرض
تو ہونی چاہئے تھی دنیا جانتی ہے کہ آپ نے تو حکومت و شاہی
کے رتبہ پر پہنچکر بھی غریبانہ زندگی بسر کی ہے۔ جو ملا بانٹ دیا جو ہاتھ
آیا دے دیا۔ اور آپ کی اولاد کبار نے بھی عسرت ہی کے ساتھ
بسر کی ہے۔ اس کو بھی جانے دیجئے۔ سب کچھ حکومت اور بادشاہت
کے لئے تھا تو آپ کی محبوب حسینہ بیٹی۔ آپ کے محترم داماد
حضرت علیؓ اور آپ کے پیارے اور لائق نواسے حضرات حسنینؓ
موجود تھے عنانِ اقتدار ان کے سپرد کرتے دنیا میں اولاد سے عزیز
کون ہوتا ہے۔ یہ بھی کچھ نہیں کیا تو پھر یہ سب کیوں کیا گیا۔

قرآن کا چیلنج

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے قل لئن اجتمعت الانس
والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض
ظہیرا۔ یعنے اے پیغمبر آپ فرما دیں کہ سارے جن وانس بھی متفق
ہو کر چاہیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ وہ
ایک دوسرے کے معاون ہی کیوں نہ ہوں۔

قرآن کا یہ دعویٰ لوگوں کے سامنے تھا جو اپنی زبان دانی
کے زعم میں دنیا کو گونگا کہتے اور سمجھتے تھے اور جن میں ایک سے ایک زیادہ

نامور ادیب اور شاعر پڑا ہوا تھا چنانچہ وہ لوگ مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے
اور پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ تیار ہوگئے۔ صحیح مسلم کی روایت
ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل و روسائے قریش نے ایک جگہ مجتمع ہوکر یہ مشورہ
کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ کسی
ایسے آدمی کی جستجو کرنی چاہیئے جو شعر و شاعری اور کہانت اور سحر میں کمال
رکھتا ہوا اور وہ یہ معلوم کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اصلاً ہے یا
کیا مشہور ہے قریش عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ اگر
تمہاری مرضی ہو تو میں جاؤں اور پتہ لگاؤں چنانچہ عتبہ خدمت نبوی
میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہم نے طے کر لیا ہے کہ تمہاری جو خواہش ہوگی
پوری کردی جائے گی۔ مکہ مکرمہ کی بادشاہت زر و دولت کے خزائن
اور حسین ترین لڑکیوں سے شادی جو مقصود ہو بیان کردو ہم پورا
کرنے اور تمہیں اپنا بادشاہ بنانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن تبلیغ سے باز آجاؤ
آپ نے ان ترغیبات کے جواب میں یہ آیتیں پڑھنا شروع
کردیں۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ
واستغفروہ قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لہٗ
انداداً ذالک رب العالمین۔ یعنی اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ میں بھی تمہاری
طرح ایک انسان ہوں البتہ مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے۔ تمہارا
معبود بس وہی ایک معبود ہے بس سیدھے اس کی طرف منہ کئے چلے
جاؤ اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ ذرا ان سے پوچھو تو
سہی کیا تم اس قادر مطلق کی خدائی سے انکار کرتے ہو جس نے دو دن

میں زمین بنائی اور تم اس کا ہمسر بناتے ہو۔ حالانکہ یہی خدا تو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

عتبہ جو گھر آیا تو وہ عتبہ نہ تھا۔ کئی روز تک گھر سے باہر نہ نکلا ابوجہل نے جاکر کہا کہ کیوں عتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں جاکر پھنس گئے۔ اس لئے کہا ابوجہل تم جانتے ہو کہ میں سب سے زیادہ دولتمند ہوں۔ مجھے دولت کا لالچ نہیں ہو سکتا لیکن میرے جواب میں محمدؐ نے، جو کلام پیش کیا ہے وہ نہ جادو تھا نہ کہاوت تھی اور نہ شعر میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا۔ انھوں نے جو کلام سنایا۔ اس میں عذابِ الہی کی دھمکی تھی۔ میں نے انھیں قرابت کا واسطہ دے کر چپ کیا مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ عذاب تم پر آجائے۔ ہاں ایک بات رہ گئی۔ آپ دو یا تین آیتیں ہی پڑھنے پائے تھے کہ عتبہ نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا بس کرو۔ قرابت کا واسطہ بس کرو۔ آخر کلام کس کا کلام تھا۔ ایک ایک لفظ میں جلال اور جلالی شعائیں مرکوز تھیں جسم میں ... پڑ گئی اور اتنا گھبرا گیا کہ اتنے بڑے رئیس کو قرابت کا واسطہ دیکر روکنا پڑا۔

نجاشی تو واقعی بادشاہ تھا جب عین دربار میں حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم تلاوت کی تو اس پر رقت طاری ہوگئی اور ... کہنے لگا۔ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل کا کلام ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔ کیا نجاشی کے متعلق کسی جانبداری کا شبہ کیا جاسکتا ہے نہیں۔ انگلستان کا نامور انسان کارلائل کہتا ہے کہ قرآن کے احکام اس قدر عقل و حکمت کے مطابق واقع ہوئے ہیں کہ اگر

انسان انھیں چشمِ بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرسکتا ہے۔ شریعت اسلام اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے۔ ان خیالات اور آراء کو پڑھو۔ ان پر غور کرو اور پھر سوچو کہ آیا واقعی قرآن کریم ایک بے مثل کتاب ہے یا نہیں۔ اور ایسا کلام خدا کے سوا انسان کا کلام ہوسکتا ہے۔

اولی الامر

کہتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی رح ——— ایک مرتبہ خرقان کے پاس سے گذر رہا تھا اس نے شیخ ابو الحسن خرقانی رح ——— کی شہرت سنی تھی۔ وہ شیخ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ پس اس نے ایک قاصد شیخ کی خدمت میں روانہ کیا کہ باریابی کی اجازت لائے اور قاصد کو ہدایت کی کہ اگر شیخ ملنے پر راضی نہ ہوں تو آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ——— تلاوت کرنا۔ چنانچہ قاصد نے یہی کیا۔ شیخ نے کہا کہ میں در اطیعوا اللہ چنان مشغول کہ از اطیعوا الرسول خجالتہا دارم تا بہ اولی الامر چہ رسد۔۔ گویا اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول دو الگ الگ چیزیں ہیں اور بغیر اطاعتِ رسول کے اطاعتِ خدا ممکن ہے۔۔

مقتبس۔ از شیخ مجدد کا نظریہ توحید مصنفہ برہان احمد فاروقی،
——— ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (علیگ) ———

الشہداء آیت پاک کے مفسر کی شان میں

پ ۲ س ۲ ع ۳

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۝ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ۝ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۝ اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۝

ترجمہ

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور خدا کی راہ میں مارے جانیوالوں کو مردہ نہ کہو وہ تو زندہ ہیں، ہاں اُن کی زندگی کا تم کو شعور نہیں۔ اور تمہیں بھی ہم بعض بھوک اور مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے۔ سو اُن کیلئے خوشخبری ہے جو اس میں مستقل مزاج رہیں مصیبت پہونچی تو بولے! ہم تو اللہ ہی کے مال ہیں اور ہم اوسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی عنایات و مہربانی ہے اور یہی ہیں جو سیدھی راہ پر ہیں

اُردو میں قرآنِ مجید کے ترجمے

از

ڈاکٹر ہاشم امیر علی - پی - ایچ - ڈی

اردو میں قرآن مجید کے ترجمے

یہ تقریر نشر گاہ حیدرآباد سے ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو نشر کی گئی

قرآن شریف نہ صرف ہم مسلمانوں کا عظیم ترین ورثہ ہے بلکہ چند اسباب کی وجہ سے اس کتاب کو دنیا کی سب کتابوں میں فوقیت حاصل ہے۔ مسلمان تو اسے کلام اللہ مانتے ہی ہیں۔ لیکن متمدن غیر اقوام بھی کم از کم اس پر متفق ہیں کہ اس کا ہر لفظ آج سے تیرہ صدی آگے نبی اکرم کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہے۔ ذرا غور کیجیے تو کوئی معمولی اعتراف نہیں۔

گذشتہ تیرہ سو سال میں ہم مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اس کتاب کا ہر لفظ کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے کسی فرد و بشر کی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اصل عبارت میں زیر زبر یا پیش کی بھی ترمیم کرتا۔ الفاظ کے معنی و مفہوم کے سمجھنے سمجھانے میں ہزار جدتیں کی گئیں تفسیرات اور تاویلات سے کتب خانے بھر گئے۔ یہاں تک ہزار ہزار جلدوں میں تفسیریں لکھی گئیں اسلام کے مختلف فرقوں نے آیات قرآنی کے مختلف معانی بیان کئے۔ لیکن اصل متن بعینہٖ ہی رہا

جو خلفاء راشدین کے زمانہ میں مقرر کر دیا گیا تھا۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے اس کتاب کی تاریخ سے آگاہ ہونا نہ صرف مسلمان کا فرض ہے بلکہ غیر اقوام کے لئے بھی کم از کم باعث دلچسپی ضرور ہے

قرآن مجید کی تاریخ کو پانچ زمانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلا زمانہ ان تیئس سال پر مشتمل ہے جن میں آیات قرآن مجید کا نزول جاری رہا اور جس زمانہ کا ہمارے نبی اکرم کی وفات کے ساتھ اختتام ہوا۔ دوسرا زمانہ پہلی تین خلافتوں کے پندرہ سال پر مشتمل ہے جن میں آیاتِ قرآنی جمع کئے جا کر ایک کتاب کی شکل میں مرتب کئے گئے۔ ان دونوں زمانوں کی تاریخ قرآنی از خود ایک شعبۂ علم ہے۔ اور اس پر اس مختصر مضمون میں تبصرہ کرنے کی گنجائش نہیں۔ تیسرا زمانہ ان تقریباً ہزار سال پر مشتمل ہے جن میں مسلمانوں کو دنیا میں حکومت اور عزت حاصل تھی اس طویل زمانہ میں عربی کو بین الاقوامی زبان ہونیکا فخر حاصل تھا۔ اور کسی ذی علم کے لئے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم یہ امر پسند خاطر نہ تھا کہ وہ قرآن کو سمجھنا چاہئے لیکن عربی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کرے۔ یہی وجہ تھی کہ اس زمانہ میں جہاں تک ہمیں علم ہے قرآن مجید کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کی نہ ضرورت واقع ہوئی اور نہ کسی نے اس کی کوشش کی۔

قرآن مجید کی تاریخ کا چوتھا دور دنیا میں مسلمانوں کے زوال سے آغاز ہوتا ہے۔ اسپین کی اسلامی حکومت ختم ہوتے ہی مسلمانوں

کی علمی دولت سارے جنوبی یورپ میں منتشر ہوگئی۔ اور اگر مورخین
ذرا غور کریں تو اس کا ثبوت مل سکتا ہے کہ یورپ کے علمی و تمدنی عروج
کی بنیاد اسی انکشاف پر رکھی گئی۔ پس یہ لازم ہوا کہ غریب لاوارث مسلمانوں
کے خصوصیات سے متاثر ہوکر یورپ کے جاگتے اقوام میں اس کتاب
سے آگاہ ہونے کی کوشش کی جائے جو اس خاص معاشرت کی بنیاد تھی۔
چنانچہ قرآن مجید کا پہلا ترجمہ لاطینی زبان میں سولہویں صدی میں ہوا اس
گذشتہ تین چار صدیوں میں یورپ کی شاید ہی کوئی زبان ایسی ہو جس میں اس مقدس کتاب کا ترجمہ نہ
ہوگیا ہو۔ لیکن ان تمام تراجم کی خصوصیات یہ تھی کہ یہ ترجمے خود مسلمانوں نے نہیں کئے تھے بلکہ غیر مسلموں کی جانب
سے یہ ترجمے لئے گئے تھے۔ اور غیر مسلموں ہی کے سامنے پیش کئے جاتے
تھے۔ اس لئے پہلے تو خود مترجمین کا نقطہ نظر ان ترجموں پر حاوی تھا اور
دوسرے ان مترجمین کی مجال نہیں تھی کہ قرآن مجید کے ایسے محاسن
پیش کرتے جن سے خود ان کی مذہبی کتابوں کی عظمت پر حرف آتا۔ (۱)
باایں ہمہ یہ کہنا مقتضائے انصاف ہوگا کہ ان غیر مسلم مترجمین کے منجملہ
اکثر نے تعصب سے جدا ہوکر کام لیا اور اپنی عقل و حوصلے کے مطابق قرآن مجید
کے محاسن کا اظہار کرنے میں اتنی کوتاہی نہیں کی ہے (۲) جتنا کہ ایک
رقیب مذہب کے پیرو سے احتمال ہو سکتا تھا۔ بلکہ چند نے تو اس
قدر محققانہ نقطہ نظر سے کام لیا ہے کہ بہت سے کم علم مسلمانوں
کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

جب قرآن مجید کی تاریخ کا پانچواں دور اس وقت شروع ہوا ...

مسلمانوں نے اپنی مقدس کتاب کا عربی سے دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنا شروع کیا۔ اس اقدام کا سہرا شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے سر رکھا جاتا ہے لیکن اکثر محققین کا خیال ہے کہ جو فارسی ترجمہ ان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے وہ کسی اور ایرانی شخص کا ہے اس ترجمہ کے علاوہ جو پہلے مسلم مترجم کا نام یقین کے ساتھ لیا جا سکتا ہے وہ دہلی کے شاہ ولی اللہ رح ہیں۔ جن کا فارسی ترجمہ ۱۷۳۷ء میں شائع ہوا۔ میرے ہموطن سامعین کا محض اس تاریخ سے اس زمانہ کا خیال آگیا ہوگا۔ جب حکومت آصفیہ کی داغ بیل آصف جاہ اول نے آغاز کر دی تھی اور نادرشاہ کی دعوت شہنشاہی کو رد کر کے آصف جاہ اول نے اس کا ثبوت دیا تھا کہ باوجود عام زوال کے ہندوستان میں جب بھی ایسے مسلمان موجود تھے جن کے لئے ذاتی منفعت کے آگے وفاشعاری کی کہیں زیادہ اہمیت تھی۔ اس جملہ معترضہ کا مقصد صرف یہ بتلانا تھا کہ قرآن مجید کی تاریخ کا پانچواں دور صرف دوسو سال ہوئے سے آغاز ہوا اور وہ بھی ایسے زمانہ سے جب ہندوستان کی مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھرنے پر مسلمانوں کے تمدن اور اقتصادیات میں انحطاط رونما ہو چکا تھا۔ اور اغلب یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ کے اس ترجمہ کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس بکھرے شیرازہ کو پھر اس پیام کی تفہیم سے یک جا کیا جائے جس نے جنگلی عربوں کو دنیا کی عظیم ترین حکومتوں کا وارث بنا دیا تھا۔

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے صرف خود یہ کوشش نہیں کی بلکہ اپنے تین صاحبزادوں کو وراثتاً بھی اس تحریک کے دوسرے زینہ تک

پہنچانے کی توفیق بھی دیئے گئے۔ چنانچہ شاہ رفیع الدین۔ شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز ان تینوں بھائیوں کے نام تاریخ قرآن کے اس پانچویں دور کی ابتدا میں اب تک نمایاں نظر آتے ہیں اور ہمیشہ نظر آتے رہیں گے خدا کرے کہ ہم مسلمانوں کو اس بزرگ خاندان اور خصوصاً شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے حالات سے زیادہ واقف ہونے کا موقعہ ملے

شاہ رفیع الدین کی ولادت ۱۷۴۹ء اور شاہ عبدالقادر کی ولادت اس سے چار سال بعد بتلائی جاتی ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ شاہ عبدالقادر نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ ۱۷۷۹ء میں شروع کیا گویا اس وقت بڑے بھائی کی عمر (۳۰) اور منجھلے بھائی کی عمر صرف (۲۶) سال کی تھی۔ غالباً ان دونوں کا آپس میں سمجھوتا تھا کہ پہلے نے لفظی ترجمہ کیا اور دوسرے نے با محاورہ ترجمہ کرنے کی مہم سر کی تاکہ دونوں کو ساتھ ساتھ دیکھنے سے عربی سے بھی رفتہ رفتہ واقفیت ہو جائے اور مفہوم بھی دلنشین ہو سکے۔ غرض کامل (۱۲) سال کی محنت کے بعد شاہ عبدالقادر کا ترجمہ ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۷۹۱ء میں مکمل ہوا اور چند سال تک متعدد قلمی کاپیاں لکھی جاتی رہیں کتب خانہ آصفیہ میں اس ترجمہ کے ایک قلمی نسخہ کا ایک حصہ ۱۲۲۴ء یعنی ۱۸۰۹ء کا لکھا ہوا موجود ہے۔ جس پہلے مطبوعہ نسخہ کا پتہ مجھے اب تک ملا ہے وہ مطبع احمدی دہلی (۶) کا چھپا ہوا ہے اور اس کی تاریخ اشاعت ۱۲۴۵ھ م ۱۸۲۹ء ہے۔

اس تاریخ سے آج تک یعنی ایک سو سولہ سال میں خدا جانے کتنے مطبعوں سے کتنی مرتبہ یہ ترجمہ چھپ چکا ہے۔ لیکن تحریر اور بول چال کی تبدیلیوں کی وجہ سے اس ترجمہ میں رفتہ رفتہ تبدیلی ہوتی آئی ہے یہاں تک کہ آج کل کے چھپے ہوئے نسخوں میں یہ دریافت کرنا مشکل ہوگیا ہے کہ شاہ عبدالقادر کے الفاظ کیا تھے اور اب کیا ہو گئے ہیں۔

اس ابتدائی زمانہ کا اور ایک اُردو ترجمہ قابل ذکر ہے جو کلکتہ مدرسہ میں چند اصحاب نے ملکر کیا تھا اور یہی اس کی سب سے زیادہ اہم خصوصیت تھی۔ یہ ترجمہ ۱۸۰۳ء یعنی شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کے دس بارہ سال بعد ہی مکمل ہوا تھا۔ لیکن مولانا عبدالحق صاحب معتمد انجمن ترقی اُردو نے لکھا ہے کہ "جہاں تک اُردو کی ساخت اور ترکیب کا تعلق ہے یہ ترجمہ پہلے کے تمام ترجموں کے مقابلہ میں زیادہ با محاورہ اور سلیس ہے" افسوس ہے کہ اس ڈیڑھ سو سال میں اس ترجمہ کو شائع ہونے کا موقعہ نہ ملا۔ اس کا ایک قلمی نسخہ سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔

گذشتہ سال اُردو کانگریس کا جو جلسہ حیدرآباد میں منعقد ہوا تھا اس کے لئے میں نے اُردو تراجم قرآن مجید کے عنوان سے ایک مقالہ مرتب کرنے کی کوشش کی تھی۔ ابتدائی دریافت میں، ہر کسی نے یہی بتلایا تھا کہ قرآن مجید کے اُردو تراجم کی جملہ تعداد دس بیس ہوگی لیکن پہلے ہی روز میں واضح ہوگیا کہ گذشتہ ڈیڑھ صدی میں تین تیس قرآن

کی تعداد اس قدر کثیر ہے کہ ان کے صرف نام بھی بتلانا اس مختصر تقریر میں ممکن نہیں۔ البتہ ان سب کو چند زمروں میں تقسیم کر کے ان پر سرسری تبصرہ ممکن ہے۔ پہلے ایسے ترجموں کا حال سنیئے جو اب تک طبع ہو کر عوام کو میسر نہیں ہوئے۔ کلکتہ مدرسہ کے مرتب کردہ مذکورالصدر ہندی ترجمہ کے علاوہ حیدرآباد ہی میں مجھے سات اور ایسے مکمل اردو ترجموں کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے جن کے طبع ہونے کا پتہ نہ چل سکا لیکن جن کے قلمی نسخے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ان مکمل قلمی ترجموں کے علاوہ سترہ ایسے قلمی نسخے دستیاب ہوئے جو قرآن مجید کے مخصوص حصوں کے ترجمے ہیں اور جو اب تک شائع نہیں ہوئے۔

مطبوعہ اردو ترجموں میں تقریباً ایک سو ایسے نسخوں کی فہرست مرتب ہوئی ہے جو مکمل قرآن کے نہیں بلکہ مخصوص حصوں کے ترجمے ہیں ان میں زیادہ تصنفات پارہ عم۔ سورہ یوسف سورۂ فاتحہ سورہ یٰسین وغیرہ کے ایسے ترجمے ہیں جو نظم یا نثر کی شکل میں بطور تفسیر کئے گئے ہیں۔ اور چند ایسے بھی قرآن مجید کے نامکمل ترجمے ہیں جن کو ختم کرنے کی فرصت مترجمین کو نہ ملسکی

ایسے ترجمے جو مکمل ہونے کے بعد عوام میں مقبول ہوئے ان کی فہرست میں بھی نشان سلسلہ (۴۲) تک پہنچ چکا ہے۔ یہ ایسی فہرست ہے جس میں ہر ایک کے متعلق ایک ایسا مضمون ممکن ہو تو لکھنا چاہئیے جس میں مصنف کے حالات

اور تصنیف کے خصوصیات پر دلچسپ پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہو۔ لیکن بہت سے مترجمین کے حالات ابھی تک دستیاب نہیں ہوئے ہیں۔ اور چند ترجمے تو ایسے ہیں جن کے مترجمین کے نام بھی ترجموں پر درج نہیں کیے گئے ہیں جن مترجمین کے متعلق معلومات حاصل بھی ہوئے ہیں ان کا بھی سرسری بیان ممکن ہے۔

شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے بعد ہی تاریخ قرآن کے اس پانچویں دور میں ایک ایسا مترجم نمایاں ہوتا ہے جس نے پندرہ برس کی محنت سے قرآن مجید کا ایک مکمل اور منظوم ترجمہ ۱۸۴۳ء میں یعنی آج سے سو برس آگے ختم کیا۔ اس ترجمہ کا نام "زاد آخرت" ہے اور مترجم کا نام عبدالسلام اور تخلص "سلامت" تھا۔ اس ترجمہ میں جو محنت کی گئی ہے۔۔ وہ نہایت قابل قدر ہے۔

اس کے بعد محمد حسین قلی خان کا ایک ترجمہ بلا متن لکھنو سے ۱۸۸۵ء عیسوی میں شائع ہوا۔ اور غالباً اس قسم کا یہ پہلا ترجمہ ہے۔ نواب صدیق حسن خاں توفیق جن سے نواب شاہ جہاں بیگم والیہ بھوپال نے عقد ثانی کیا تھا۔ اور جن کی تقریباً تین سو تصنیفات بتلائی جاتی ہیں انھوں نے بھی ایک ترجمۂ قرآن

شائع کیا تھا۔ انکی تاریخ پیدائش ۱۲۴۲ھ اور وفات ۱۳۰۰ھ یا ۱۳۰۱ھ بتلائی جاتی ہے۔
عاشق الہیٰ صاحب میرٹھی۔ عبدالحق صاحب حقانی دہلوی۔ فتح محمد خان صاحب جالندھری لکھنوی اور روز نڈ
پادری عماد الدین ان چاروں کے ترجمے تقریباً ساتھ ساتھ ۱۸۹۴ء
میں شائع ہوئے اور دو سال بعد ہی مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کا ترجمہ
پہلی مرتبہ ۱۸۹۶ء میں شائع کیا گیا۔

مرزا حیرت دہلوی وحید الزمان صاحب حیدر آبادی ڈاکٹر
عبدالحکیم صاحب اور اشرف علی صاحب تہانوی۔ ان چار کے ترجمہ ۱۸۹۴ء
اور ۱۹۰۵ء میں عوام کو میسر ہوئے۔

فتح محمد خان جالندھری۔ فرمان علی بہاری۔ مقبول احمد صاحب
دہلوی ان تین کے ترجمے ۱۹۰۸ء اور ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئے۔ ڈاکٹر
مرزا ابوالفضل (جو اب حیدر آباد میں مقیم ہیں)، احمد رضا خان بریلوی
زیرک حسین رضی۔ احسان اللہ عباسی روز نڈ پادری احمد شاہ صاحب
اور میر محمد سعید ان چھ اشخاص کے علحدہ علحدہ اردو ترجمے ۱۹۱۳ء
اور ۱۹۱۸ء کے درمیان شائع کئے گئے۔

مجلس احمدیہ کے محمد علی صاحب لاہوری شیخ الہند محمود الحسن صاحب
دیوبندی اور خواجہ حسن نظامی صاحب، دہلوی کے تحت اللفظ ترجمے
اور شاہ شمس الدین شائق کا ایک منظوم ترجمہ یہ سب کوئی ایک وقت
اور کوئی بعد نجات ۱۹۱۸ء ۱۹۲۴ء کے درمیان شائع ہوئے
اس لئے اردو ترجموں کی رفتار دھیمی پڑ گئی اور گذشتہ بیس سال میں جو

مکمل ترجمہ شائع ہوا ہے وہ ابو محمد مصلح صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ جنہوں نے ماقبل ترجموں کی اردو میں مزید سلاست پیدا کر کے قرآن مجید معہ بچوں کی تفسیر کے نام سے یہ ترجمہ ۱۹۳۷ء میں شائع کیا ہے۔ صاحب موصوف اب حیدرآباد ہی میں مقیم ہیں اور عالمگیر تحریک قرآن مجید کے روح رواں ہیں اب تک آخری اردو ترجمہ ان ہی کا مرتب کردہ ہے۔ البتہ چند اور ترجموں کی بدفعات اشاعت بھی جاری ہے۔

اس طویل فہرست کے سننے سے سامعین کو یہ خیال ضرور گذرا ہوگا کہ جب چار چار پانچ پانچ چھ چھ اشخاص بہ یک وقت قرآن مجید کے ترجمے میں مصروف رہے ہیں تو ان سب نے ملکر کوئی ایک ترجمہ پیش کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ اس سوال کا جواب وہ مترجمین بہتر دے سکیں گے جواب بھی انفرادی طور پر علحدہ علحدہ اس کتاب کے ترجمے مرتب کرنے میں مصروف ہیں۔ لیکن تو یہ ظاہر معلوم ہے کہ گو قرآن مجید سب مسلمانوں کے ایمان کا جزو لاینفک ہے اس کے معنی سمجھنے سمجھانے میں کوئی دو عالم بھی بالکل متفق نہیں۔ اور ہر ایک کو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ مختلف اور متضاد حدیثوں کا حوالہ دیکر اپنے اپنے دیئے ہوئے معنی کی حمایت کرے۔ اس کوشش میں اکثر مرتبہ ایسے قصہ کہانیوں کو شریک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جن کی نہ عقل توثیق کرتی ہے نہ تاریخ لامحالہ کہنا پڑتا ہے کہ "چون نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند" وہ زمانہ ابھی نہیں آیا اپنے ذاتی رجحانات اور عقائد کو

بالائے طاق رکھ کر چند مسلمان عالم قرآن مجید کا ایک ایسا ترجمہ مرتب کرنے کی کوشش کریں جس کے متعلق کم از کم یہ کہا جا سکے کہ یہ کسی ایک شخص کی جدت نوازی کا نتیجہ نہیں۔

اس دورِ جدید سے قسم قسم کی ترقیات کی توقع کی جا رہی ہے۔ بعض جاگتی اقوام ایک نئی دنیا کی داغ بیل ڈال رہی ہیں ہندوستان کے مسلمانوں کا نوعمر طبقہ بھی جنگ کے ہولناک مظاہرے سے متاثر ہو کر ایک نئی دنیا تعمیر کرنے کا متمنی ہے۔ کیا اس نوجوان طبقے سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ ان میں سے چند افراد مل کر اس مہم کی بھی سربراہی یا بھی سے کمر باندھ لیں گے۔ کیا ہمارا طبقہ امید کر سکتا ہے کہ ہم بھی جیتے جی قرآن مجید کا کوئی ایک اردو ترجمہ دیکھیں جس پر سب مسلمان جن کی مادری زبان اُردو ہے متفق ہوں؟ یا کیا ہماری آنکھیں کھلی رہنے تک ہماری نایاب و نادر مقدس کتاب ہمارے لئے زینتِ طاق نسیان ہی بنکر رہے گی؟

مکتوبات قرآنی

بہاولپور - ۶ - ۸ - ۵۸ء

مکرم بندہ سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم - مطبوعہ عنایت نامہ ملا - مجھے آپ کی تحریک سے ہمدردی ہے کیونکہ میں خود جس جگہ رہا ہوں - وہاں کی مسجد میں قرآن مجید کی تعلیم بامعنی شروع کرائی - اب بھی جب سے میں بھاولپور میں تبدیل ہو کر آیا ہوں اپنے مکان کی محلہ مسجد میں قرآن مجید کا درس شروع کرایا ہے اور مزید درس شروع کرنیکا ارادہ ہے، آپکے سوالات (حق کی پکار - تلک عشرۃ کاملۃ) کا جواب حسب ذیل ہے۔

۱ - ہاں - اور مزید خدمت انجام دینے کا ارادہ ہے -

۲ - نہیں -

۳ - ہاں - مولوی کی تنخواہ میں خود دیتا ہوں - چندہ وغیرہ سے احتراز کیا جاتا ہے۔

۴ - ہاں - لیکن افسوس ہے گھر میں درس قرآن جاری نہیں ہے -

۵ - نہیں -

۶ - بھاولپور میں ایک مدرسہ "جامعہ" موجود ہے جس میں طلبہ کو عربی تعلیم دی جاتی ہے - لیکن وہی دقیانوسی تفاسیر پڑھائی جاتی ہیں جن کی آج کل کوئی قدر وقیمت نہیں ہے - مثلاً خازن - درمنثور - وغیرہ - جب تک جامعہ کے معلمین نئی تعلیم سے ماہر نہ ہوں پرانے خیالات دور نہیں ہو سکتے -

۷ - اردو - بہت سے تراجم و تفاسیر موجود ہیں

۸ - اس کے متعلق دریافت کرونگا - حیات نگر پہونچنے کے لئے کونسی ریل جاتی ہے

۹ - بہت خوشی سے -

۱۰ - رکنیت کا چندہ دیا جاویگا -

نیازمند - اختر علی - ڈائرکٹر لینڈ ریکارڈ
بغداد الجدید - بھاولپور -

جواب

کرم فرما

وعلیکم السلام! توجہ فرمائی کا شکریہ۔ خوش قسمت ہے وہ بندہ جس کو خدمت قرآن پاک کی توفیق ارزانی ہوئی ہے۔ حالات ہر جگہ کے خراب ہیں ہمیں فرض سمجھ کر کام کرنا ہے۔ اور حکمت کے ساتھ تاکہ کچھ نہ کچھ نتائج ضرور برآمد ہوں۔ ابو محمدؐ مصلح۔ حیدر آباد دکن۔

حضرت مولانا المکرم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ کارڈ محررہ ۵ رمضان المبارک ملا۔ گو پنشن میں ابھی پانچ سال باقی ہیں لیکن اس کے بعد بقیہ زندگی انشاء اللہ خدمت قرآن کے لئے وقف ہوگی۔ لیکن یہ کام ابھی سے شروع ہونا چاہئے۔ جس قدر گمراہی کے عرصہ کو کم کیا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ بھاولپور میں ایک "جماعت قرآنی" قائم کردوں اور اس کے لئے ـــــ ایک فنڈ بھی جمع کیا جائے تاکہ آپ کی کتابیں۔ تفسیر و دیگر لٹریچر خریدی جائے مختلف مساجد میں تعلیم قرآن ہو۔ میں نے اپنی عرصہ ملازمت میں دیکھا ہے کہ گو میں نے درس قرآن کا اچھا انتظام کیا لیکن میرے تبدیل ہو جانے کے بعد ایک جگہ بھی جاری نہ رہ سکا۔

عرصہ ایکسال کا ہوا میں رحیم یار خان سے تبدیل ہو کر یہاں آیا۔ وہاں میں پانچ سال رہا اور ایک مسجد جو Court Tola میں تھا جہاں میرا بنگلہ بھی تھا، بہ اہالیان گو مسلمان افسران تھے لیکن سوائے چند کلرکوں کے کسی نے دلچسپی نہ لی۔ آخر کار میں نے اپنے خرچ پر درس قرآن مجید

جاری کیا۔ اور پھر مسجد کے ساتھ دس ایکڑ اراضی جو پندرہ ہزار کی قیمت کی تھی صرف (۵ کے ۲۵) فی ایکڑ مسجد کے نام سرکار سے لکھوائی۔ میرے آنے کے بعد افسوس کہ وہ مولوی صاحب بھاگ گئے۔

میں نے بہاولپور میں اپنے مکان کے پاس کی مسجد میں درس قرآن جاری کیا۔ ایک سید یہاں کے جامعہ کا طالبعلم مل گیا ہے۔ مکمل عبور تو اس کو نہیں ہے لیکن شریف آدمی ہے اور حوصلہ کا بھی مالک ہے۔ دس روپیہ ماہوار اسکو دیتا ہوں۔

بہاولپور میں حاضر و ناظر کا مسئلہ (یعنی حضرت مقبول صلعم اسی طرح حاضر و ناظر ہیں جیسے خدا) اس مسئلہ کی وجہ سے بہاولپور کے مسلمانوں میں ہمیشہ دنگل رہتا ہے۔ میں نے عرصے درس میں یہ دیکھا ہے کہ بہت سے منکرین قرآن کی تعلیم کی برکت سے (گو ابھی تیسرا سیپارہ شروع ہے) وہ حاضر ناظر کے قائل نہیں رہے۔ میں خود اچھا خاصہ بچپن میں قبر پرست تھا۔ لیکن قرآنی تعلیم نے تمام عقائد درست کر دئے۔ میں اپنی اسکیم عنقریب آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا اور آپ کی قیادت کے تحت امید ہے کہ کچھ نہ کچھ ہو کر رہیگا

اختر علی۔ ڈ ائرکٹر لینڈ ریکارڈس بہاولپور گورنمنٹ۔ بغداد الجدید

جواب۔

محترم کرم فرما

وعلیکم السلام۔ قرآن مجید کی تعلیم ایک مقصد کے تحت عام کیجئے۔ جماعت قرآنی نتیجہ خود بخود بن جائیگی۔ جیسا کہ پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ حالات کسی طبقہ کے بھی قابل اطمینان نہیں۔ اور اسی لئے تو ہمیں کچھ کرنا موقع ہے ورنہ ہماری ضرورت ہی کیا تھی۔ بیشک قرآن نور ہے اور حق بھی ہے یہ آیا اور تاریکیاں اور باطل رخصت ہوئے اس سے بجائے دوسری طرف انجمنوں کی پوری قوت کیساتھ یہی ایک کام کرنا چاہیے کہ قرآن مجید کا باعمل ہونا چاہیے۔

ابو محمد مصلح حیدرآباد دکن

ماہنامۂ قرآنی دنیا

سالانہ پانچ روپیہ

ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید حیدرآباد دکن سے۔ قرآنی خدمت کے سلسلے میں تین رسالے جاری ہیں۔ اردو زبان میں "قرآنی دنیا"، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مضامین نظم و نثر بھی اسی کے حامل ہیں۔ آپ بھی اسکی خریداری اسی نیت سے منظور فرما کر تعاونوا علی البر والتقوی کا اصل فرمائیں اس میں ایک حصہ بچوں کیلئے بھی مختص ہے تاکہ شروع سے ہی انکے اندر قرآنی خیالات کی ترویج ہو۔

ماہنامۂ مومنہ

[illegible]

خواتین اسلام اگر قرآن حکیم کے ذریعہ مومنہ بن جائیں تو قوم و ملت کی قسمت پلٹ جائے۔ پھر انکی اولاد قرآنی فضا میں پروان چڑھ کر "اسلام" اور "انسانیت" کے ... ن بکھیر دے اور اس بات کی ضمانت ہوجائے کہ مسلمانوں کا مستقبل تاریک نہیں روشن ... ہوگا۔ اس رسالہ کے اجراء کی یہی غرض ہے۔ ایک حصہ ان میں بچیوں کے لئے بھی مختص ... ہے تاکہ یہ آیندہ بہتر مائیں بن سکیں اور ابھی سے زیور قرآنی سے آراستہ ہوں۔

قرآنک ورلڈ (انگریزی)

[illegible]

قرآن مجید تمام دنیا کے لئے نازل ہوا ہے۔ یہ انسانوں کی جنس مشترک ہے۔ لیکن یہ فرض مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے کہ "پیام ربانی" کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہونچانے کا سامان کریں۔ قرآنک ورلڈ۔ سہ ماہی رسالہ ہے جو انگریزی زبان میں اسی مقصد کے حصول کے لئے جاری کیا ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ ہمارے اکثر بھائی قرآن اور اسلام کو بھی انگریزی کے ہی ذریعہ سے جاننا چاہتے ہیں۔ دنیائے اسلام میں اپنی نوعیت کا یہ واحد رسالہ ہے۔ آپ اسکی خریداری منظور فرمائیں خود پڑھیں۔ اسکے بعد کسی غیر مسلم یا کسی ادارہ کو دیدیں تاکہ خیر امۃ کا طغرۂ امتیاز قائم رہے۔

ابو محمد مصلح۔ ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید۔ حیدرآباد دکن

بچوں کے صفحات

مُسلمان بچوّں کی رِجز خوانی

اکسیر سے بڑھکر ہیں گو خاک سے بدتر ہیں
ہم حاملِ قرآں ہیں مُسلم ہیں ہمیں کہتے

چھوٹا نہ ہمیں سمجھو بچہ نہ ہمیں جانو
ہم بحرِ طلاتم ہیں اور سیلِ فنا ہم ہیں

جو بھرے لئے دنیا ہے ہم مالکِ دنیا ہیں
ہم حافظ و سعدی ہیں غزالی و رازی ہیں

قرآں کے مبلغ ہیں ہم حق کے مجاہد ہیں
پھر جائے زمانہ ہم پھر جائیں اگر اس سے

گر گر کے سنبھلتے ہیں مر مر کے ہیں ہم جیتے
بپھرے تو غضب ہوگا کہ شیرِ خدا ہیں ہم

مے خانے کے ہم مالک ساقی بھی ہمارا ہے
باطل کے پجاری سی حق کو شونکو کیا خطر

ہم قہرِ الٰہی ہیں۔ جبروت الٰہی ہیں

قطرہ نہ ہمیں سمجھو ہم موجِ سمندر ہیں
ہم فہم سے بالا ہیں ہم عقل سے باہر ہیں

چل جانے میں خنجر ہیں چبھ جانے میں نشتر ہیں
دشمن کے ڈبونے کو ذخار سمندر ہیں

سمجھیں ہمیں کسریٰ تم ہم غیرتِ تعمیر ہیں
ہم علم کے دریا ہیں ہم عقل کے پیکر ہیں

شمشیر ہیں بڑھکر ہم چھوٹے ہیں تو خنجر ہیں
دشمن سے ذرا کہدو ہم اس کا مقدر ہیں

ہم رنج و مصیبت کے اک عرصے سے خوگر ہیں
ہم خالدِ ثانی ہیں زرار بن ازور ہیں

ہم مئے ہیں سبو ہیں ہم شیشہ و ساغر ہیں
دیکھے گا زمانہ خود یہ حرف مکرر ہیں

کھینچے ہوئے خنجر ہیں بدلے ہوئے تیور ہیں

تم سمجھو تمہارے سمجھے جو کچھ ہی ہمارے
آقا کا ہے سب ہے ہم آقا کے چاکر ہیں

بچے با معنیٰ قرآن مجید کس طرح پڑھیں

اسکولوں میں ہمارے یہی بچے سات سمندر پار کی زبان انگریزی معنیٰ کیساتھ پڑھتے ہیں۔ لیکن جب قرآن پڑھنے کا وقت آتا ہے تو بغیر معنے کے پڑھتے ہیں۔ ہم اس میں بچوں کو قصور وار نہیں سمجھتا۔ یہ قصور تو سراسر پڑھانے والے کا ہے۔ خواہ مخواہ ان کو خیال ہوگیا ہے کہ قرآن بے معنی ہی ہے یا یہ کہ بچے با معنیٰ قرآن مجید پڑھنے کے لائق نہیں ہیں۔ یہ تو ہمارے بچوں کی کھلی ہوئی توہین بھی ہے۔ اور خدا کے منشا کے بالکل خلاف بھی۔ اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ یہی بچے جب بڑے ہوں گے تو ابھی سے قرآنی علم وعمل سے آراستہ ہوئے بغیر کس طرح اسلام کا جھنڈا سنبھالیں گے۔ اور کیا لے کر انسانوں کی حقیقی خدمت انجام دیں گے۔

بے شک بعض والدین اور استاد اس بات کو اب سمجھ گئے ہیں کہ قرآن مجید کو معنے ہی کے ساتھ پڑھانا چاہیئے۔ اور بچوں سے کے لائق اس کا مطلب سمجھانا چاہیئے۔ اور ان کے اندر عمل کا قرآنی جذبہ ابھی سے بیدار کرنا چاہیئے۔ ورنہ کل کو پچھتانا پڑے گا۔

مطلب یہ ہے کہ بچے جب پڑھیں تو قرآن مجید معنے کے ساتھ پڑھیں، ٹھیک اسی طرح جس طرح دوسرے علم پڑھے جاتے ہیں۔

قرآن مجید بچوں کیلئے بھی ہے

خدا سارے انسانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس میں غریب امیر، عورت مرد، بوڑھے بچے، سمجھدار اور کم سمجھ سب ہیں اور ایک ہی کتاب قرآن مجید سب کے لئے ہے۔ اس لئے جس طرح اس کو بڑی عمر والے پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں اوسی طرح اپنی حیثیت کے مطابق بچے بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

دیکھو بچو! مثال کے طور پر سمجھو انسان کی زندگی کے لئے ہوا سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے اگر یہ نہ ملے تو جان نکل جائے۔ لیکن خدا کی شان ہے کہ کتنی مفت اور کیسی آسانی کے ساتھ ہر جاندار کو حاصل ہے۔ انسان کی طاقت سے یہ بات باہر تھی ایسا اچھا انتظام تو صرف خدا ہی کر سکتا ہے۔

یہ ہوا کی بات تو صرف دنیا کی زندگی کے لئے ہوئی جو آخر کبھی نہ کسی دن ختم ہو ہی جاتی ہے لیکن جو زندگی دنیا اور آخرت دونوں کے لئے ہے بلکہ آخرت کی زندگی تو کبھی ختم ہی نہیں ہوتی تو بتاؤ ہوا سے بھی زیادہ ضروری کوئی چیز اوس کے باقی رکھنے کے لئے ہوگی یا نہیں ہوگی! ضرور ہوگی۔ دھیان کرکے سنو اسی چیز کا نام قرآن ہے۔

اچھا اب یہ اصلی بات کہنے کی ہے کہ قرآن کو بھی ہوا کی طرح آسان ہونا چاہئے بلکہ اوس سے بھی زیادہ آسان تاکہ انسان اپنی دونوں جہاں کی زندگی کو باقی رکھ سکے۔ اور اب یہ بات بالکل آسانی کے ساتھ سمجھ میں آئی ہوگی کہ انسان میں بچے بھی شریک ہیں لہذا قرآن مجید ان کے لئے بھی ہے۔

ابو محمد مصلح

دو بچوں کی گفتگو

سلیم! بھائی نسیم۔ بزمِ قرآن میں تم کیوں شریک نہیں ہوتے۔

نسیم! یہ بزمِ قرآن کیا چیز ہے مجھے تو معلوم کرو۔

سلیم! "بزمِ قرآن" کا مطلب یہ ہے کہ بچے بھی مل جل کر قرآن مجید کی کچھ خدمت کریں۔ ان میں شوق پیدا ہو۔ وقت اچھا گذرے۔ اور آئندہ کی بہتری ہو سکے۔

نسیم! یہ "بزمِ قرآن" تو بڑی اچھی چیز ہے۔ میں ضرور شریک ہوں گا۔ اب تک اس میں کتنے بھائی شریک ہو سکے ہیں۔

سلیم! ہم سب گیارہ ممبر ہیں۔ جلسہ جمعہ کی رات میں ہوتا ہے۔ کسی کو وقتی صدر بنا لیتے ہیں ہمارا ایک بیت المال بھی ہے۔ ہر ممبر ایک ایک پیسہ اس میں داخل کرتا ہے۔ سیٹھ داؤد کا لڑکا یحییٰ اس کا خزانچی ہے۔ ہمیں ایک سکرٹری کی ضرورت ہے۔

نسیم! اس کے لئے تم بہت مناسب ہو۔

سلیم۔ میں اس لائق تو نہیں لیکن بھائیوں کی مدد سے جو کچھ ہو سکے گا۔ سرانجام کردوں گا۔ انشاء اللہ۔

ابو محمد شیخ پرنٹر پبلشر نے اعظم جاہی برقی پریس میں طبع کرواکر دفتر عالمگیر تحریک قرآن مجید سے شائع کیا

ہم آپ سے کیا چاہتے ہیں!

۱- آپ قرآن مجید کی بامعنی تعلیم کو اختیار کرنا لازمی سمجھیں۔

۲- آپ اپنے گھروں میں ______ اور تعلیم گاہوں میں قرآن مجید کی بامعنی تعلیم کو رائج کرنا ضروری سمجھیں

۳- آپ بڑوں اور اپنی قوم کے بچے بچے کو قرآن مجید کی بامعنی تعلیم دلانے کو سب کام پر مقدم خیال فرمائیں

۴- قرآنی پنچائتیں قائم کرائیں تاکہ عملاً قرآن مجید کے قوانین نفاذ پذیر ہوسکیں۔

۵- دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ بھی اپنا حصہ ادا کریں

۶- دنیا کی مختلف زبانوں کے خادم قرآن تیار کرنا ہے۔ آپ بھی اس میں حصہ لیں۔

۷- بچوں کی تفسیر پارہ عمّ کی ایک کروڑ جلدیں چھپوانی ہیں۔ آپ مع اپنے احباب وغیرہ کے اس میں شرکت فرمائیں۔ ایصال ثواب وغیرہ کے لئے اس سے بڑھ کر دوسرا کوئی ثواب نہیں ہوسکتا۔

۸- بچوں کی تفسیر پارہ عمّ کی ایک جلد کے صلے میں ایک روپیہ لیکر ایک کروڑ رکن عام بنانا ہے آپ اپنے اثر سے کام لے کر اس کی تکمیل کی کوشش کریں۔

۹- "مجلس قرآن مجید" کی ایک لاکھ شاخیں قائم کرانی ہیں تاکہ منظم طور پر قرآن مجید کی خدمت انجام پاسکے، آپ کی سعی بھی کار فرما ہونی چاہئے۔

۱۰- "جامعۂ قرآنیہ حیات نگر" حیدرآباد دکن میں خادم قرآن تیار کئے جاتے ہیں تعلیم اور قیام و طعام کا انتظام مفت ہے، بعض خاص حالات میں وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ اور بعد میں کام پر لگایا جاتا ہے جو اُن کے لئے وجہ معیشت بھی ہو۔ آپ اپنے یہاں سے بھی آئمہ مساجد، حفاظ، معلم پیشہ۔ یا دوسرے ہونہار طلبہ کو بھیجنے کا انتظام کریں۔

الغرض قرآن مجید کی خدمت ہمارا آپ کا مشترک فریضہ ہے اس کی ادائیگی میں تعاون وسعادت دارین کا باعث ہے۔

ابو محمد مصلح۔ ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن مجید۔ حیدرآباد دکن

جامعہ قرآنیہ حیات نگر میں مندرجہ ذیل جماعتیں قائم ہیں

جماعتِ اوّل

بیرون ہند کے ایسے طلبہ جو اپنی مقامی زبان سے اچھی طرح واقف ہوں۔ جامعہ قرآنیہ میں انکو نو ماہ میں قرآن مجید سمجھنے کے لائق بنایا جائیگا اور تکمیل تعلیم کے بعد خادم قرآن کی سند دیجائیگی اور انھیں کی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ چھاپ کر دیا جائے گا۔ مدت تعلیم میں علاوہ قیام و طعام نے پچاس روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا اور اس کے بعد بھی اسی کام سے وجہ معیشت ہوگا۔

جماعتِ دوم

ہندوستان کے مختلف صوبوں سے مختلف زبان کے ایسے طلبہ لئے جائیں گے جو عربی زبان کے عالم یا گریجوٹ ہوں۔ انکے لئے بھی مدت تعلیم پانچ ماہ ہے تعلیم مکمل نصاب کے بعد انکو بھی خادم قرآن کی سند دی جائے گی۔ ضرورت ہوئی تو ماہوار تیس روپے وظیفہ دیا جائے اور فراغت انکی مقامی زبان میں ترجمہ قرآن مجید چھاپکر دیا جائے گا اور کام پر لگایا جائے گا۔

جماعتِ سوم

آئمہ مساجد، حفاظ، اور معلم پیشہ حضرات کے لئے بھی یک ماہی نصاب ہے۔ ان کی تعلیم اور ان کے قیام کا انتظام بھی مفت ہے ان میں سے بعض طلبہ کو پندرہ روپیہ ماہوار وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔

ناظم جامعہ قرآنیہ حیات نگر حیدرآباد دکن

حضرت اکبر الہ آبادی

(اور)

قرآنِ حکیم

حرفِ مطلب

ادارۂ عالمگیر تحریکِ قرآن مجید کا مقصد قرآن کی بامعنی تعلیم عام کرنا ہے لیکن اگر اس سلسلے میں عربی فارسی اور اردو ادب وغیرہ کی بھی کوئی خدمت انجام پا جائے تو غیر قرآن سمجھنا چاہئے بلکہ ممکن ہے کہ یہ چیز ایک نئے باب کے اضافہ سے بھی موسوم کی جا سکے۔

حضرتِ اکبر الہ آبادی اور قرآنِ حکیم کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے لیکن قرآنی آبگینوں کی بات بچھا رہی ہے۔

ہم ہر جا ہیں اور ہر حیثیت میں ایک انسان کے لئے خواہ وہ کسی ملک اور کسی ملت سے تعلق رکھتا ہو قرآن کو اوّل و آخر چیز سمجھتے ہیں۔ اور اس دور میں انسانیت "دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم" کی مصداق بن گئی ہے۔ انسانی زندگی میں جن جن طریقوں سے ممکن ہو قرآن کو دنیا فطرت کو بیدار کرنا سمجھتے ہیں۔

بعض تھوڑا ایسے ہوتے ہیں کہ مریض کی دوا، پانی اور غذا تک میں ڈھال کر اس کے چند قطرے پلائے جاتے ہیں ہم قرآن کی تعلیم کو بھی اس سے کچھ زیادہ سمجھتے ہیں۔ ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید

حیدرآباد دکن

ابو محمد مصلح

۲۵ - ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

اردو ادب اور قرآن

حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم

سید اکبر حسین صاحب ۱۶ نومبر ۱۸۴۶ء مطابق ۱۲۶۱ھ شوال المکرم کو موضع بارہ میں جو الہ آباد سے بارہ میل پر ہے پیدا ہوئے۔ مولٰنا محمد فاروقی صاحب چڑیا کوٹی رح جو اکثر بڑے لوگوں کے استاد ہیں ان کے بھی استاد تھے۔ ان کے علاوہ بعد میں شاعری میں صاحب دل بزرگ حضرت وحید الہ آبادی سے تلمذ حاصل کیا۔ حضرت مولانا شاہ محمد قاسم دانا پوری سے بیعت تھی۔ مختلف ملازمتوں کے بعد وکالت اور اس کے بعد سشن جج ہوئے پنشن پانے کے بعد ایک طرح کی عزلت نشین حاصل کر لی۔ لیکن اسی زمانے میں قدرت نے ان سے وہ کام لیا جو کسی دوسرے سے اس رنگ میں انجام نا پا سکا۔ مفید اور عام پسند شاعری کی اپنے ظاہر و باطن میں ایسا جوہر پیدا کیا جو رہنما دین کے بھی کام آیا۔ سچ تو یہ ہے کہ انگریزی والوں ہی پر نہیں موقوف علمائے دین اور صوفیائے کرام کے بھی آپ پیر و مرشد تھے۔ اس دور میں اگر کسی کو انسان کی تلاش تھی تو وہ آپ کو پاتے۔ ناممکن تھا کہ کوئی آپ کی صحبت میں بیٹھتا اور اپنے اندر تبدیلی نہ پاتا۔ انابت الی اللہ۔

کی کسک پیدا ہوئی، چشم دل میں وہ سرمہ نہ لگتا۔ جس سے غفلت کے پردے اٹھتے۔ اور حقیقت کی جھلک نظر آئی۔ ان کے اشعار اور ان کی نثر میں قرآنی جواہر پاروں کی جھلکیں ہیں۔ ان میں سے اکثر تردید الحاد میں اور یورپ کی کورانہ تقلید کے خلاف ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ قرآن ہی کا صدقہ ہے کہ حضرت اکبر کو ایک امتیاز خاص حاصل ہوا اور ان میں یہ بصیرت آئی۔ بالاستقلال روزانہ قرآن شریف کی ایک منزل نہایت خضوع و خشوع سے تلاوت کرتے تھے نمونۂ نثر و نظم کا کچھ حصہ ہدیہ ناظرین کرام ہے۔

وفات

۹ محرم سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق سنہ ۱۹۲۱ء تین بجے دن کو حضرت اکبر الہ آبادی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ رحلت سے دو دن پہلے بیہوشی طاری ہوئی کسی کو نہ دیکھتے تھے نہ پہچانتے تھے زندگی کی آخری رات سنبھالا تھا۔ ہوش آیا تو اٹھ بیٹھے اور فرمایا عینک لاؤ قرآن شریف پڑھوں گا۔ کہا گیا رات ہے صبح تلاوت فرمائیے گا نگاہ پر زور پڑیگا ارشاد ہوا اب تک میری کوئی نماز تہجد عمداً قضا نہیں ہوئی اور نہ تلاوت ناغہ ہوئی اب بھی پڑھنا چاہتا ہوں یہ کہتے کہتے پھر غشی طاری ہوگئی۔

تین بجنے میں تین منٹ باقی تھے کہ سانس ختم ہوگئی اور زندگی پوری ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الہ آباد خسرو باغ کے قریب دہلی والی سڑک کے ہمارے خاندانی قبرستان میں اپنے والد ماجد کے بائیں جانب دفن کئے گئے

قرآنیات

نثر

رقعاتِ اکبر

مولانا سید سلیمان ندوی کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"کل جو نظم بھیجی ہے اس میں شعر اول کے مصرعہ ثانی پر نشان بنا کر حاشیہ پر یہ آیت لکھ دیجئے۔ اِنَّ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًا۔

ترجمہ بھی کر دیجئے گا۔

اور اس مصرعہ پر

"کاٹو یہ وقت اپنا طعنوں میں اور گلوں میں"

نشان بنا کر حاشیہ پر یہ آیت لکھ دیجئے۔ لا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان۔

۲

اچھا کیا آپ نے ابھی وہ نظم رحماء بینھم شائع نہیں کی۔

دو چار مہینے التوا بہتر ہے۔ ہیجان، نفسانیت اور بدگمانی کم ہو۔ اگرچہ وہ نظم نہایت بےگناہ ہے۔

۳

"ستارۂ صبح" بند ہو گیا "آفتاب" نکلا۔ لطیفہ ذہن میں آیا کہ ابراہیمؑ اس سے بھی مطمئن نہیں۔

مولوی ظفر علی خان نے اپنی نظربندی کے زمانہ میں ستارہ صبح نکالا اور رہا ہونے کے بعد "آفتاب" جاری کیا۔ اس طرف اشارہ ہے

۴

اقبال (سر شیخ محمد اقبال) صاحب کا مطلب ہے کہ ہندو فلاسفی خدا کو نہیں مانتی اور صوفی بھی ہمہ اوست کہتے ہیں۔ لیکن میں پرسنل خدا کو مانتا ہوں۔ اس بات میں آپ نے صحیح لکھا ہے کہ یہ بحث ختم کرنا چاہئے۔ اسی نے اختلاف ڈالا ہے۔ جو قرآن میں ہے وہی کہو پرسنل گاڈ کہنا اتنا ہی بے جوڑ۔ جس قدر ہمہ اوست کہنا۔ بلکہ ہمہ اوست میں تو ایک بات ہے۔ عربی الفاظ اور قرآن کی اصطلاح چھوڑ کر پرسنل گاڈ کیا معنی۔

بنام شرف الدین احمد خان:۔ (مولف سرگذشت بوعلی سینا)

۵

"قرآن بہت پڑھا کیجئے، اور تسکین حاصل کیجئے"

سر شیخ عبدالقادر بار ایٹ لا کے نام

الحمداللہ! کہ قرآن مونس تنہائی ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی کے نام

۷

قرآن شوق سے دیکھئے، خوب دیکھئے۔ بہت دیکھئے یہاں تک کہ بلا مدد ترجمہ اس کے ظاہری معنی سمجھنے لگے۔ تفسیروں کی تو حد نہیں، مذاق مفسرین کی بوقلمونی حیرت انگیز ہے۔ قرآن مجید کو بطور تلاوت پڑھ لیجئے ایک سرے سے پڑھ جائے اور پھر پڑھئے، زیادہ نہ (؟) کیجئے۔ پڑھتے چلے جائیے۔ ثواب کا عقیدہ سہی۔ لٹریری لطف و ذوق کا خیال کیجئے۔ ہر وقت طبیعت یکساں نہیں رہتی۔ کسی وقت کوئی آیت دل کو متوجہ کرے گی مزا آئے گا۔ یا کوئی مسئلہ منکشف ہوگا۔ جو اس وقت اور ان روز وں ذہن میں ہے کسی وقت اسی طرح کوئی اور آیت دامن دل کو کھینچے گی۔

غور اور اسٹیڈی اور کریٹی سزم اور مضمون نگاری کے لئے قرآن مجید کو خاص طور پر جابجا حسب مرضی دیکھنے کا کوئی اور وقت نکالئے۔

خدا قرآن کی رو سے قادر مطلق اور خالق کائنات ہے ارسطو کے خیال کی تردید کہ خدا کو محض علت العلل یا علت اولے ماننے پر کیوں اکتفا نہ کی جائے۔ ارسطو کو خدا سے کیا واسطہ ارسطو کی (Generalisation) اور (Classification) کی بے حد قوت ہے۔ لیکن میں نے کسی فلاسفر کو نہیں دیکھا کہ اس کے معاصرین نے یا پیچھے آنے والوں نے اس کی تردید نہ کی ہو۔

صدیوں فلاسفی کی چناں اور چنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

میں خدا کا نام تو جانتا ہوں۔ خدا خیال، ناممکن پاتا ہوں۔ ماسوا پیش نظر ہے، جہاں اس کا خیال آیا خیال خدا غائب ہوگیا عبرت فنا اسی سے دل کو ایک مزا ہے۔ مزا حسب استعداد دیر تک بڑھ جاتا ہے مفر عجیب ہے۔ آخر کو خبر نہیں۔

۸

کل میں نے بہت بے تکلفانہ آپ کو ایک خط لکھا۔ لیکن معافی چاہتا ہوں بہت کچھ اور لیونٹ (غیر متعلق) ہے۔ آپ اپنا کورس خود بخود سمجھتے ہیں۔ جو کچھ لکھا وہ سب واپس لیتا ہوں۔ بجز اس کے کہ قرآن مجید میں صرف پرائم مودر نہیں بلکہ خدا قادر مطلق ہے سورۂ رحمٰن میں کل یوم ھو فی شان ملاحظہ فرمائیے اس کے سوا صدہا آیتیں ہیں۔ ثواب کے یہ معنی بھی سمجھئے کہ دل کو انبساط ہوا۔ کسی مسئلہ کا انکشاف ہوا۔ مجھے تو روزے کا ثواب افطار کے وقت ملجاتا تھا اب تو رکھ ہی نہیں سکتا۔

۹

یہ فلسفہ کے وجود در حقیقت ذہن ہی میں ہے۔ علم باری میں سب کچھ ہے ایسا صحیح فلسفہ ہے کہ میں اس کو کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کی ایک صوفیانہ تفسیر سمجھ سکتا ہوں۔ کل من علیہا فان میں لفظ فنا سے ظاہرا یہی سمجھا جاتا ہے کہ بالآخر ہر شئے کو فنا ہے لیکن ذہن کہتا ہے کہ بالآخر کیا ہے غور کیا جانے

اور حقیقت پر نظر ڈالی جائے تو کل فنا حاوی ہو جاتی ہے صرف علم باری رہ جاتا ہے۔

۱۰

فلسفۂ جذبات کی تالیف کے وقت Pain اور Pleasure کے لئے لذت و الم کے الفاظ نہیں کئے تھے۔ جس پر الہلال میں بحث چھڑی تھی۔ راحت و الم۔ راحت و اذیت۔ لذت و اذیت۔ حظ و کرب وغیرہ میں جو چاہئے لے لیجئے۔ میں آپ کے شعر سن کر بہت محظوظ ہوا۔ ان سے ملنے میں کچھ حظ نہ آیا۔ حظ نفسانی سے احتراز کرنا چاہئے۔ اردو فارسی میں جو شبہ یہ الفاظ پلیزر کے مفہوم ہیں۔ کرب تو عربی میں بھی تکلیف و مصیبت کے معنی میں مستعمل معلوم ہوتا ہے۔ قرآن میں پڑھا ہوا۔ ولقد مننا علی موسیٰ و ہارون و نجینٰھما و قومھما من الکرب العظیم۔

۱۱

خواجہ حسن نظامی صاحب کے نام

رات مولوی احسان اللہ عباسی صاحب گھور کھپوری جنہوں نے بلا اصل متن کے قرآن مجید کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے اور میرے مکرم اور آپ کے بھی احسان کے اسوۂ حسنہ کے نامہ نگار ہیں مجھ سے ملنے تشریف لائے تھے۔

۱۲

تاجرانہ اور راڈیرانہ اور لیڈرانہ اظہار علم کچھ اثر نہیں رکھتا

قرآن ہی کی نقل کیوں نہ ہو۔

لاکھ چھانٹیں وہ مذہبی باتیں : فرق ہی شیخی و کلرکی میں

۱۳

غالباً تلاوت قرآن کی برکت ہے کہ جو اس میں ہوں ورنہ اندرونی و بیرونی اسبابِ انتشار طبعِ مہلک نہ ہوں تو جنوں انگیز ضرور ہیں

۱۴

ہاشم ۱۴ سالہ بچہ جو خود، اکبر کا جرنا ثابت ہو رہا تھا۔ انتقال کر گیا۔ اس پر لکھتے ہیں۔

بہت کم روتا ہوں۔ لیکن دل ہر وقت بھرا ہوا۔ اور آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائی رہتی ہیں۔ کوشش کرتا ہوں کہ ہاشم کے بدلے ہاشم آفرین کا تصور کر کے اس سے فریاد کروں۔ لیکن وہ بھولی صورت اور پیاری آواز چشم و گوش پر ہنوز محیط ہے۔ پھر اس بچے کے ارمان اس کی بے بسی اس کا اللہ اللہ کرتے رہنا نازو کو چھوڑ کر اس چودھویں سال کی عمر میں ہی بکیسانہ اور عاجزانہ فریاد پر آجانا۔

معاذ اللہ ان باتوں کی یاد دل پر بجلی گراتی ہے۔ میں تو اس کا مذہبی فلسفہ تلاش کرتا ہوں یا قرآن کی وحدت سے کوئی توضیح تاکہ دل کو فی الجملہ تسکین ہو۔ وہ لڑکا میری طبیعت کے سانچے میں ڈھل رہا تھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتا ہوں۔ افسوس ہے کہ اس کے معانی پر پیشتر سے غور کر کے ان کے حوادث کے لئے تیار نہ تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ کون تیار ہوتا ہے۔ انا للہ کا مطلب یہ ہے کہ میں بھی خدا کیلئے

اور لڑکا بھی خدا کے لئے ۔ میں سمجھتا تھا لڑکا میرے لئے ۔

نظم

ارشاد لاجواب تو قرآن ہی کا ہے
قانون بے مثال تو رحمان ہی کا ہے

جس طرح انسان محدود طاقت والا ہے اسی طرح اس کی ہر چیز محدود قانونی اور جس طرح خدا لا محدود باقی ہے اوسی طرح اوس کے ارشادات و قوانین بھی ۔

وہاں قالوا بلےٰ یاں بت پرستی ذرا سوچو کیا کہا تھا کیا کیا

بنی آدم کے روح کی تخلیق ازل میں ایک ہی دن ہوئی ۔ پیدا کرنے والے نے ان سے اپنی پرستش کا وعدہ الست بربکم کہہ کر لیا ۔ اس وقت تو جواب میں "بلےٰ" پکار اٹھے اب دنیا میں آکر اس وعدے کو بھول گئے ہیں ۔

فلاسفی کو ہے مرغوب مع الااللہ بنا طریق سٹیفک کو ہے لا الہٰ پسند

حکمائی حکمت اور فلسفہ میں فرق باقی نہ رہجائے اگر مقصود حق رسی ہو ۔

تسبیح وہ اب کہاں وہ تہلیل کہاں قرآن مجید کی وہ ترتیل کہاں
کل کے آگے خیال فردوس بجا جب ریل ہے سامنے تو جبرئیل کہاں

یہ زمانے کا انقلاب ہے کہ قوم مسلم ہی نہیں ۔۔۔ اور حقیقت بینی نہیں رہی ۔ پھر بدیگراں چہ رسد ۔

دورِ قرآن تجارت ہوچکا　　اب زمینداری ہے یا تنخواہ ہی
دل میں اب نورِ خدا کے دن گئے　　ہڈیوں میں فاسفورس دیکھئے

دنیا کا رنگ ہی بدل گیا ہے۔ تحقیقات میں یہ تو ہے کہ سو برس کی ہڈیوں میں ایک خاص قسم کی روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن خود اپنے دل میں خدا کا نور نہیں نظر آتی۔

وہ شان و شوکت زندگانی نہ رہی　　غیرت کی حرم میں پاسبانی نہ رہی
پردہ اٹھا تو کھل گیا اے اکبر　　اسلام میں اب وہ لن ترانی نہ رہی

اسلام کی لن ترانی یہی تھی کہ دوسرے مذاہب والے اس کی تعلیم کا جواب نہیں رکھتے تھے بلکہ اس کے خوشہ چین رہے لیکن اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ حالات بدل گئے۔ خود مسلمان اپنے ہاتھوں اپنے موتی کے آب کو ضائع کر رہے ہیں۔ یہ نہیں سمجھے کہ جن قوموں کی یہ اتباع کر رہے ہیں۔ ان کی ترقیاں صرف مادی ہیں۔ اور اسلام دنیا کے ساتھ دین کا بھی حامل ہے۔

تنویر اسلام نے سمجھا تھا مناسب پردہ
شمع خاموش کو فانوس کی حاجت کیا ہے

قرآن مجید کا ایک نام نور بھی ہے، اس میں اوس نے اپنے پیرووں کے لئے سب کچھ بتا دیا ہے۔ جس معاشرت کے سارے اصول روشن کر دیئے ہیں۔ لیکن اب اس کے علم و عمل کی شمع بجھ چکی ہے۔ پردہ فانوس تھا اور خواتین اسلام اس کی شمع۔ یہ اب حقیقی معنوں میں مسلمان ہی نہیں رہیں تو ظاہر ہے کہ پردہ کریں یا نہ کریں سب

یکساں ہے۔ یہ اسلامی تنزل کی انتہائی حد ہے۔

نظم

پردہ کا ہے غصہ اکبر زنجور پہ حاشیہ اچھا چڑھایا سورۂ والنور پہ

اَلْحَقُّ مُرٌّ - حق بات کڑوی ہوتی ہے۔ مخالف پردہ اپنے طور پر اپنے دعوے کی تائید بھی کرے گا اور پردے کی تائید کرنے والوں پر ناک بھوؤں بھی چڑھائے گا۔ اور یہی سورۂ والنور پر حاشیہ چڑھانا ہے

بحر آزادی میں یہ کیا تموج ہو گیا قاصرات الطرف کو شوق تموج ہو گیا

شوق تموج اپنا بناؤ سنگار دکھانا، حالانکہ یہ غیر کو نہ دکھانے کی چیز تھی۔ اس کا دیکھنے والا اور حقدار صرف خاوند تھا۔

تم نے شلوار کو پتلون سے بدلا اے شیخ پھر میرے واسطے محرم رہے کیوں جل ورید

خود کو کٹ پٹ کیلئے جان دیئے دیتے ہو ہم سے کہتے ہو کہ پڑھ بیٹھ کے قرآن مجید

یہ حقیقت ہے کہ مغربی تہذیب کی اندھا دھند تقلید اختیار کرنے میں پہل مردوں نے کی اور اب یہ کہنا کہ تم گھر میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھو تو دور کی بات رہی۔ کلب اور سینما میں اپنے ہمراہ چلنے کے لئے مجبور کرنا معمولی بات ہو گئی۔

روح کا ہے امتحان اور زندگی کا کورس ہے

ہے مبارک وہ سمجھ، قرآن جس کا کورس ہے

زندگی کا کورس، یعنی نصاب زندگی، قرآن جس کا کورس ہے، یعنی سرچشمہ۔ بے شک قرآن انسانی زندگی کا نصاب ہی ہے اور کس نے

مبارک ہونے میں کیا شبہ جس کا سرچشمہ قرآن پاک ہو۔

نہ تیرا نگلیں ہے نہ اب حکمرانی — نہ وہ وضع ملت نہ قرآن خوانی
نہ باہم ادب ہے نہ وہ مہربانی — یہی کھیتی پھرتی ہے لڑکوں کو نانی
ہر اک شاخ میں پاس اپنا بوا ہے — نالان کالج کا کا تو ا ہے

ہر مضمون میں۔ کا کا توا۔ آپ پرندہ بچوں کی طرح بولتا ہے۔ حضرت اکبر نے اپنے رنگ میں زمانہ کا رنگ ظاہر کیا ہے

عورض قرآن کسے ہے اب ڈارون کا ذکر یاروں میں
جہاں تھے حضرت آدم وہاں بندرا چھلتے ہیں

ڈارون صاحب کی یہ تھیوری مشہور ہے کہ انسان ابتدا، میں بندر تھا، ارتقار کے اصول نے اس کو رفتہ رفتہ انسان بنایا ہے۔ حضرت اکبر رحمہ نے اکثر مقام پر ان کی خبر لی ہے۔

انوکھے ہیں مشاغل حضرت اکبر کے ان روزوں
"الم ترکیف" بیٹھے پڑھ رہے ہیں فیل خانے میں

تعلیمات قرآن پاک سے غیر اثر پذیری کی انتہا ہوگی۔

بنوت کا زمانہ اور تھا اب اور جھرمٹ ہے
وہاں سینے میں قرآن تھا یہاں سینے میں بسکٹ ہے

سوال یہ ہے کہ اب پھر قرآن سینوں میں کیونکر ہوگا اور بنوت کے مبارک زمانے کی جھلک دنیا کیونکر دیکھے گی۔

دلوں کا مالک نظر کا حاکم سمجھ کا صانع خرد کا بانی
جمال اس کا جلال اس کا اسی کو زیبا ہے لن ترانی

"لن ترانی" کے معنیٰ ہیں تو ہم کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ بزرگ و برتر کو دیکھنے کی درخواست کی تھی تو یہ جواب ملا تھا۔ حضرت اکبر اس کے اسباب بھی بتانے ہیں۔

شیخ صاحب کا تعصب ہے جو فرماتے ہیں۔

اونٹ موجود ہے پھر ریل پہ کیوں چڑھتے ہو
یہ سوال ان کا ہے البتہ بہت بے معنیٰ
کہ سمجھ بوجھ کے قرآن بھی کبھی پڑھتے ہو

پہلے شعر سے ظاہر ہے کہ اکبر مرحوم کو مغرب اور اوس کی ایجادات سے خود تعصب نہ تھا۔ دوسرا شعر سا شق سمجھ ہوتا کہ شیخ صاحب یعنی مذہبی پیشوا واقعی قرآن مجید معنے کے ساتھ سمجھ کر پڑھنے کی تبلیغ کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا تعلیماً کیا گیا ہو۔

ہر قدر اس کا شہید لغزش مستانہ تھا
سر میں تھا سید کے قرآن زیر پائے خانہ تھا

اس شعر کا مطلب آپ سمجھئے میں بھی سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔

صوم ہے ایمان سے ایمان رخصت ہو گیا
قوم ہے قرآن سے قرآن رخصت قوم گم

قوم گم ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ قرآن تو قوم سے گم ہو چکا ہے کوئی ہو کہ اس بھولی ہوئی چیز کی یاد دلائے۔

کام کو اٹھو جیرا ما خواستن
لا یضیع اللہ اجر المحسنین

مولا حسرت موہانی کو نظم میں ایک خط لکھا ہے جس کا آخری شعر ہے - آیت - ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین - اللہ نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا - کی طرف اشارہ ہے

ضبطی پرچہ توحید ہوئی خیر یہ ہے

قل ہو اللہ احد ضبط نہیں خیر یہ ہے

غالباً مولانا ابوالکلام آزاد - کے رسالہ الہلال کی ضبطی کی طرف اشارہ ہے - یا توحید نام کا کوئی اور رسالہ ضبط ہوا ہو - بہرحال اصل مقصد تو یہ ہے کہ اللہ یکتا ہے - کہنے پر بھی کہیں پابندی عائد نہ ہو جائے کیونکہ کمزوری اور مجبوری سب کچھ کراتی ہے - ایک قسم کی غیرت دلانا اور جوش میں لانا مقصود ہے -

کار دنیا سے فراغت ہی عزیزوں کی نہیں

پھر کہیں ان سے الٰی ربک فارغب کب تک

جس سے پوچھو خلق خدا اور دین کے کاموں کے لئے وقت نہیں، ایسوں کا اگر بس چلے تو - رتے دم ملک الموت سے بھی یہی کہیں کہ سونے کی فرصت نہیں - اور اگر صبح سے شام تک محاسبہ کیا جائے تو مثل صادق آئے گی "فرصت گھڑی کی نہیں کام کوڑی کا نہیں"

بگڑ جائے گی میری اس بت کی اک دن

الٰی اصلہ یرجع کل شیئے

اصل میں آیت کل شیئے یرجع الی اصلہ ہے - یعنی ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے -

ہو رہا ہے نفاذِ حکم فنا　　　نہ بچیں اس سے تجھے مرنے مکان
تو ہیں خود آکے اب تو سبلا منیں　　　کہیں ہیں کل من علیہا فان

قرآن حکیم کے اصول اور قوانین میں جو قطعیت ہے اگر غور کیا جائے، تو صرف وہی اس پر ایمان لانے کے لئے کافی ہے - ان میں سے ایک فنا کا قانون بھی ہے جس سے آج تک کوئی نہ بچ سکا۔ تو یوں کا میدان ہیں اگر کل من علیہا فان کہنا بھی خوب ہے۔

یاد آرہی ہے مجھ کو موسٰی کی گفتگو اب
ہو محو استعینوا باللہ و الصبر" اب

اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب ہونا اور حق پر مستقل مزاج رہنا۔ بڑی سے بڑی طاقت کے مقابلے کے لئے کافی ہے۔

مٹنے پہ ہے نقش باطل　　لا تستعجل　　لا تستعجل

نقش حق کا جما باقی رہنا اور نقش باطل کا مٹنا خود قدرت کا ایک عمل ہوگا۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ اس میں خود ہی ہمارا کیا حصہ ہے۔

قرآن کو زبان سے دل میں اتار لے
علمی نمونہ چھوڑ عمل کو سنوار لے
چشم و زبان میں کیجئے پیدا اثر بنا
بعد اس کے بندگانِ خدا کو پکار لے

کیسی اچھی تعلیم

من العلم قلیلاً کو بھی دیکھو بعد او تیتم　　　نہ مانوگے تو اک دن بھاؤ کھا گے جو تیتم

او تیتم من العلم الا قلیلا سے یہ تعلیم حاصل کرنی چاہئیے کہ علم تو انسان کو ملا ہے۔ اب اگر یہ اپنے علم کو غلطی سے علم کی آخری سمجھ لے تو گمراہی کے سوا کچھ بھی پلے نہیں پڑے گا۔ سمجھدار ذی علموں نے یہی جانا ہے کہ انہوں نے کچھ نہیں جانا۔ اس لئے کہ درحقیقت کائنات کے ایک ذرہ کا بھی کما حقہ کسی کو علم نہیں ہو سکتا۔

نہ سن تو قرآن کا وعظ بھائی خوشی سے تقلید کیلئے کر
پھرے گا پلینو میں آخر اک دن و یا سلائی کا بکس ہو کر

انگریزی فلسفی۔ یا کوئی ان کی تقلید انسانی زندگی کا مقصد نہیں بن سکتی۔ سننے کی چیز تو قدرتی وعظ قرآن ہے اگر اس کو کوئی نہیں سنتا ہے تو روز بد دیکھنا یقین ہے۔

جن کی مجلس میں پڑھئے رو کر قرآن مجید
مذہبی محفل میں لیکن مثل دشمن جائے
زمانہ حال کی قوم قوم کہنے والوں کی شان میں ہے
ایک قرآن ایک قبلہ ایک اللہ ایک رسول
بدنصیبی ہے کہ تفریق دوامی ہو گئی

شیعہ سنی کے اختلاف کو پسند نہیں کرتے سمجھانے کا دل آویز پہلو ۔۔۔ مدلل بھی ہے۔

قرآن ہے شاہد کہ خدا حسن سے خوش ہے
کس حسن سے یہ بھی کہ حسن عمل سے

لیکن علم سے پہلے عمل کا مطالبہ قابل لحاظ ہے، ہاں علم کی

کی تعریف ہی کی جائے جو عمل کا حامل ہو۔

شیخ ڈرتے ہیں کہیں دہانہ نکل جائے بزار
انس اس وجہ سے کم رکھتے ہیں یاسین کے نام

سورۂ یٰسین شریف قلب قرآن ہے۔ لیکن اس بدقسمتی قوم نے اس کے ساتھ عجیب سلوک کیا ہے۔ نزع کے وقت مرنے والے کو سنائی جاتی ہے تاکہ جلد دم نکل جائے۔ اس خیال نے اس درجہ ترقی کیا کہ اب اکثر طبقہ امرار وغیرہ کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت سرے سے اس کو پڑھتے ہی نہیں۔ گویا اس کا پڑھا جانا منحوس سمجھا جانے لگا ہے۔ کاش ہماری سمجھ میں آئے۔ کہ قرآن کی ہر آیت اور ہر سورہ حیات طیبہ بخشنے کے لئے ہے اور بہر حال اس کی تلاوت خیر و برکت کا موجب ہے۔

قرآن و نماز سے اگر دل نہ ہو گرم
ہنگامۂ رقص و طرب و چنگ اچھا

ہنگامہ رقص و طرب چنگ سے تو بہر حال قرآن و نماز بہتر ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن و نماز وہی ہے جس سے دل گرم ہو۔

ہے روزہ دل نشین ۔ بس اک تغیر رب العالمین
کاش اس نکتہ سے واقف ہوں مسلمان ان دنوں
من علیہا فان ہی پر ختم ہے قول فنشت
کیوں عبث برپا ہے اتنا شور طفلاں ان دنوں
مسئلہ ارتقاء اور تنازع للبقاء
تغیر رب العالمین اور کل من علیہا فان ہے

نہ بھول ان مع العسر یسرا اے اکبر
خدا سکون بھی دے گا اس اضطراب کے بعد

بات صاف مطلب واضح ہے

تلقل شیشہ کو سنیے تو ذرا حضرت شیخ
دیکھئے تو کہیں اس قل میں ھو اللہ ہو

شاعری ہے یا تعریض اگرچہ معرفت کا رنگ دیں۔

کرم حق پہ رکھ اطراہی جو عقیدہ ترا نہ ہو ڈھیلا
آسرا سب کا چھوڑ دے اکبر وتبتل الیہ تبتیلا

اس تعلیم کے کیا کہنے۔

فلسفہ حریف کا دین کا ہی غرد شبا اس طرح سے قید سخت اور ترا بجنا
صبح وشام صدق سے کر دعا کہ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد از ھدیتنا

بہترین دعا ہے۔

معانیٔ قرآن کا لو کچھ مزا پڑھو لم یضروکم الا اذی

سارا معاملہ ایمان ویقین پر موقوف ہے۔ باطل پرست، حق پرست کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ الا اذیٰ

الا ایہا الطفل بجو راحت بنا دلہا
کہ صبر ان سہل بود اول ولے افتاد مشکلہا

قوم کے نوجوانوں کی قرآن خوانی سے محرومی اور غفلت اور پھر تاویلات بیجا۔ سات سمندر پار کی چین کے حصول میں خون پانی ایک کر دینا اور گھر کی چیز کو ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی سمجھ کر

پڑھنے کی کوشش نہ کرنا اور یہاں پر الزام یہ کہ مشکل ہے۔ پھر راحت یابی کے لئے اوس کا بدل بھی کیا اچھا تلاش کیا ہے۔

حضرت حافظ شیرازی نے جس معنیٰ میں نادلبا استعمال کیا ہے یہاں وہ نہیں بلکہ ناؤکوں کے معنے میں ہے۔

ملا یہ کہہ رہے ہیں قرآن ہی سے پڑھئے
صوفی یہ کہہ رہے ہیں معنیٰ سمجھ کے پڑھئے

کہنے تو دونوں ہی بجا و درست ہیں لیکن جب اختلافی رنگ میں یہی بات کہی جائے تو نتیجہ کچھ اور مرتب ہوتا ہے۔

ماہنامۂ مومنہ

اپنی نوعیت کا واحد رسالہ ہے۔ اگرچہ اس کا اجرا مسلم خواتین کے لئے عمل میں آیا ہے لیکن اس کے مضامین ہر مذہب و ملت والوں کیلئے کارآمد ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید عام مسلمانوں کے لئے نازل ہوا ہے۔ اس میں بچیوں کے صفحات بھی ہیں نظم و نثر مضامین کے علاوہ کوئی نہ کوئی "قرآنی موضوع پر مستقل کتاب بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ محرم کے پرچہ میں تذکرۂ حیات بخشی بیگم" شریک ہے۔

سالانہ چندہ پانچ روپیہ۔ ایک پرچہ کی قیمت آٹھ آنے

منیجر۔ ماہنامہ مومنہ۔ حیدرآباد دکن

نعتِ شریف

محمدؐ پیشوا اور رہنمائے خلق و عالم ہیں
معزز ہیں، مقدس ہیں، مکرم ہیں، معظم ہیں

فروغِ منزلِ ہستی ہیں، نورِ عرشِ اعظم ہیں
حبیبِ حق ہیں، ممدوحِ ملک ہیں، فخرِ آدم ہیں

انھیں کے رنگ سے رنگِ گلِ ہستی کی زینت ہے
انھیں کی بو سے عطر آگیں بنی آدم کی طینت ہے

انھیں کے دل کو آگاہی ہوئی تھی رازِ فطرت پر
انھیں کی طبع کو وجد آگیا تھا سازِ فطرت پر

وہی چشمِ خدا بیں محو تھی آوازِ فطرت پر
انھیں کا نازِ غالب آگیا تھا نازِ فطرت پر

وقائع ان کے عزم و فکر کے سانچے میں ڈھلتے تھے
ذرائع غیب سے تکمیلِ مقصد کو نکلتے تھے

وہ نظریں ساقیِ میخانۂ یزداں پرستی تھیں
وہ آنکھیں مظہرِ انوارِ زرجنت پرستی تھیں

انھیں پر بدلیاں خالق کے رحمت کی برستی تھیں
اسی محفل کی بستی خلد کے پھولوں سے بستی تھیں

اسی سرکار نے رتبہ بڑھایا طبع انسان کا
اسی دربار نے ظلمت بجھایا نور ایمان کا

نہ سمجھا پھر ہر اک نے آب و سنگ و نار کو حاکم
طبائع ہو گئے تحقیق موجودات کے عازم

جو تھے صناع تاثیر عناصر کے ہوئے عالم
پرستاران عنصر نے عناصر کو کیا خادم

ہوئی توحید با لآخر کلی عنصر پرستی کی
پڑی بنیاد اسی ارشاد سے علمی ترقی کی

غلط سمجھا گیا دعوائے بتوں کی فاعلیت کا
یقین پیدا ہوا حکم خدا کی کاملیت کا

بڑھا نور بصر گزرا زمانہ جاہلیت کا
بجا ڈنکا زمانے میں بشر کی قابلیت کا

معانی ان کے روشن تھے اندھیرے میں اجالے میں
سمجھا جاتا تھا خوف ان سے تعرض کرنے والے میں

وہ یوں اصحاب میں تھے جس طرح ہو چاند ہالے میں
مصنف سبل کو لکھنا پڑا اپنے رسالے میں

اشارہ عقل کی جانب کلام حق میں واضح ہے
یہی قرآن در گنجینہ فطرت کا فاتح ہے

ماہنامہ قرآنی دنیا، ہم زبان رسالے

ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید حیدرآباد دکن سے۔ قرآنی خدمت کے سلسلے میں تین رسالے جاری ہیں۔ اردو زبان میں "قرآنی دنیا" جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ مضامین نظم و نثر کا مجموعہ ہے اس کی حامل ہیں۔ آپ بھی اس کی خریداری اسی نیت سے منظور فرما کر تعاونوا علی البر والتقوی کا اجر حاصل فرمائیں۔ اسمیں ایک حصہ بچوں کیلئے بھی مختص ہے تاکہ شروع سے ہی انکے اندر قرآنی خیالات پرورش پائیں۔

ماہنامہ مومنہ، اردو زبان میں

خواتین اسلام اگر قرآن حکیم کے ذریعہ مومنہ بن جائیں تو قوم ملت کی قسمت پلٹ جائے۔ پھر انکی اولاد قرآنی فضا میں پروان چڑھ کر "اسلام اور انسانیت" کے دن پھیریں اور اس بات کی ضمانت ہو جائے کہ مسلمانوں کا مستقبل تاریک نہیں روشن ہوگا۔ اس رسالہ کے اجراء کی یہی غرض ہے۔ ایک حصہ اسمیں بچیوں کیلئے بھی مختص ہے تاکہ آئندہ بہتر مائیں بن سکیں اور بھی زیور قرآنی سے آراستہ ہوں،

قرآنک ورلڈ، انگریزی

قرآن مجید، تمام دنیا کے لئے نازل ہوا ہے۔ یہ انسانوں کی جنس مشترک ہے لیکن یہ فرض مسلمانوں پر عاید ہوتا ہے کہ "پیام ربانی" کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہونچانے کا سامان کریں"۔ "قرآنک ورلڈ" سہ ماہی رسالہ ہے جو انگریزی زبان میں اسی مقصد کے حصول کے لئے جاری کیا گیا ہے نیز اس لئے بھی کہ ہمارے اکثر بھائی قرآن اور اسلام کو بھی انگریزی کے ہی ذریعہ سے جاننا چاہتے ہیں۔ دنیائے اسلام میں اپنی نوعیت کا یہ واحد رسالہ ہے آپ اسکی خریداری منظور فرمائیں۔ خود پڑھیں۔ اس کے بعد کسی غیر مسلم یا ان کے ادارہ کو دے دیں تاکہ خیر امۃ کا طغرہ امتیاز قائم رہے۔

ابو محمد مصلح - ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید۔ حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہونہار بچیاں

بچیوں کیلئے قرآن کا پیام

بچیاں ہی ایک دن مائیں بنیں گی
لہٰذا آج ہی ان کو قرآنی بننا چاہیئے
تا کہ کل کو ان کی گودوں کے پروان چڑھے
ہوئے "انسانیت کی خدمت" اور "اسلام
کی صحیح نمائندگی کا حق ادا کرسکیں" مصلح

شائع کردہ

ادارہ عالمگیر تحریک قرآن مجید حیدرآباد دکن

قرآن کا ترانہ

ہر شے سے بڑھ کے پیارا قرآں ہی ہمارا!
چشمِ فلک کا تارا قرآں ہے ہمارا!

دنیا نئی ہے اس کی اس کا جدا ہے عالم
فردوس کا نظارا قرآن ہے ہمارا!

جی چاہتا ہے اک اک نقطے کو آنکھ چومو
کس ہاتھ کا سنوارا قرآن ہے ہمارا!

دنیا کو ہو جو لینا پروا نہیں ہے
نعرہ یہ ہے ہمارا قرآن ہے ہمارا!

دُنیا کو ڈوبنے سے ممکن نہیں رہائی
اس بحر کا کنارا قرآن ہے ہمارا!

عیسیٰ نفس یہی ہے اس میں ہی چارہ سازی
بے چارہ وآؤ چارا قرآن ہے ہمارا!

تاریکیاں دلوں کی ہوتی ہیں دور اس سے
چمکا ہوا ستارا قرآن ہے ہمارا!

مغرور ہے زمانہ علم و ہنر پہ اپنے
مصلح فقط سہارا قرآن ہے ہمارا!

"م"

مسلمان بچیوں کا گیت

مردانِ زمانہ کو گودوں میں کھلایا ہے   شاہانِ زمانہ کو پروان چڑھایا ہے
اجڑی ہوئی بستی کو دنیا کی بسایا ہے   جنت کی طرح ہم نے ہر گھر کو سجایا ہے

دنیا میں ہوئے ہم سے سب پیر و پیمبر

پاؤں کے تلے اپنے جنت ہی خدا رکھی   اس شانِ نرالی کو اللہ سدا رکھے
عزت کو بڑی رکھتے رتبے کو بڑا رکھتے   کیوں یاد نہ پھر اسکی ہر شاہ و گدا رکھے

دنیا میں ہوئے ہم سے سب پیر و پیمبر

تخیل کی ہواؤں کو کرنا ہے دمِ عیسیٰ   ہاں قوم کو پھر اپنی کرنا ہی ہمیں زندہ
قرآن کے دعووں کو کرنا ہی ہمیں پورا   پھر ہونا ہے دنیا میں اس چاند کو تابندہ

دنیا میں ہوئے ہم سے سب پیر و پیمبر

(دو ھم)

قرآن کی تلاوت

کرلو قرآن کی تلاوت بیبیو! — ہو خدا کی تم پہ رحمت بیبیو!
اس کے صدقے لوٹو دنیا کے مزے — اس کے بدلے پاؤ جنت بیبیو!
پڑھنے میں قرآن کے جو ہے مزا — دل سے پوچھو اس کی لذت بیبیو!
گفتگو یہ ہے خدائے پاک سے — اس کی کیا کہیے ہے عظمت بیبیو!
قوم کی حالت بدلنا ہو اگر — پھر کرو قرآن کی عزت بیبیو!
آہ! دنیا میں نہیں انسانیت — کس طرح بدلے گی حالت بیبیو!
تم بدلنا چاہو تو ممکن ہے یہ — اس طرح یہ ہے حقیقت بیبیو!
لاؤ تم قرآن کو قوموں کے بیچ — بس یہی ہے ایک صورت بیبیو!
چھوڑ کر قرآن کو ہیں سب تباہ — جائے گی کیونکر یہ ذلت بیبیو!
بات آسان ہے سمجھتے کیوں نہیں — عقل پر ان کی ہے حیرت بیبیو!
اس کا مقصد بس بتائے گا وہی — جس نے پیدا کی ہے خلقت بیبیو!
ہے اسی کا نام تو قرآن پاک — ہے وہی تو اپنی فطرت بیبیو!
علم قرآن کا نہیں حاصل جنہیں — اصل میں یہ ہے جہالت بیبیو!
ہم نہیں چلتے خدا کے حکم پہ — اصل میں یہ ہے بغاوت بیبیو!

اب بھی قرآن کو کلیجے سے لگاؤ
سن لو مصلح کی نصیحت بیبیو!

عورتوں کا اصلی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جاں سے
آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجے مجھے
اور جو بدزیب ہیں وہ بھی بتا دیجے مجھے
تاکہ اچھے اور برے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز
اور مجھ کو آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری
گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری
سیم و زر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی اُن پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات
دین و دنیا کی بھلائی جس سے ایمان آئے ہات

سر پہ جھومر عقل کا رکھنا ہم اے بیٹی مدام
چلتے ہیں جس کے ذریعہ سے ہی سب انسان کے کام

بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی
اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری

اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں
گر کرے اُن پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں

کان نیچے دبا کرتے ہیں کانوں کو عذاب
کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراق کتاب

اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں

قوتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند ہو

ہیں جو سب بازو کے زیور سب بے ہنگام ہیں
ہمیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں

ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے

کیا کرو گی اے میری جان زیور خلخال کو
پھینک دینا چاہیے بیٹی بس اس جنجال کو

سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نور بصر
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر

ہفتِ گل

بچیوں کی بزمِ قرآن

۱۔ بچیوں کو چاہیے کہ پہلے خود قرآن مجید کی بامعنی تعلیم حاصل کرنے کو ضروری سمجھیں۔ اس کے ساتھ ہی دوسری بچیوں کو بھی اس میں شریک کریں۔

۲۔ تخمیناً پانچ بچیاں مل کر "بچیوں کی بزم قرآن" قائم کرسکتی ہیں۔

۳۔ بچیوں کی بزمِ قرآن کو "مجلس مستورات" یا قرآنی پنچایت سمجھنا چاہیے۔ جس میں وہ بالکلیۃً قرآن مجید کی خدمت انجام دینے کی باتیں کریں۔ اور صحیح نتیجہ تک پہنچیں۔

۴۔ ہر ہفتہ یا جب کبھی مناسب سمجھیں۔ اپنی بزم کا جلسہ منعقد کریں اور ضروری باتیں طے کریں۔ اور ہو سکے تو اس کی مختصر روداد "مومنہ" میں بچیوں کے صفحات کے اندر شائع کرنیکے لئے بھیجیں

۵- جلسہ کی کارروائی ہمیشہ قرآن مجید کی قرأت سے شروع ہونی چاہیئے۔ اور اس کا ترجمہ اور مفہوم حاضرین کو سنانا چاہیئے۔ اس کے بعد قرآن مجید کے علم و عمل کو عام کرنے کے متعلق کوئی نظم بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

۶- بچیوں کو اپنے گھر۔ اپنے ہمسایہ۔ اپنے محلہ یا بستی اور اسکول و مدرسہ میں بھی قرآن مجید کی بامعنی تعلیم کے داخلہ کی مناسب طریقوں پر کوششیں کرنی چاہیئے۔

۷- بچیوں کو اس بات کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیئے کہ وہ واقعات عالم عالم اسلام اور حالات حاضرہ وغیرہ پر قرآنی نقطہ نظر سے غور کرکے دنیا کو قرآنی دنیا بنانے کی فکر کریں۔ اور اللہ تعالےٰ سے اس کے لئے دعا مانگیں۔

والدین اور اساتذہ سے درخواست

اس فقیر کی طرف سے اور اپنی طرف سے بچیاں اپنے والدین اور اپنی استانیوں اور اساتذہ سے درخواست کریں کہ وہ ان کی بامعنی تعلیم قرآن کا خاص طور پر انتظام کریں اور ان کی مجلس قرآن مجید میں رہنمائی اور ہمت افزائی کریں۔

ابو محمد مصلح

مطبع اعظم جاہی